

غیر مطبوعہ
مرزا
غالب

اُردو

This is the selected unpublished Ghazals of Mirza Ghalib from ***Kaaliidaas Gupta Ra.zaa*** - -The Complete Divan of Ghalib, in Historical Order/ ***diivaan-e ;Gaalib kaamil, taarii;xii tartiib se*** -- Bombay: Sakar Publishers Pvt. Ltd., 1988. Here we have all the unpublished Ghazals. These are collected from **F. W. Prichett's excellent site A Desertful of Roses: The Urdu Ghazals Of Mirza Asadullah Khan 'Ghalib'**.

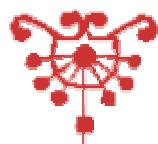
This private edition created by Javed Hussen,
in September 2009.

۶۱۸۱۶

جنوں گرم انتظار و نال بیتابی کمند آیا
سوکدا، تابب، زنجیری دو روپسند آیا
تماشا، کشور آنکہ میں آئینہ بند آیا
مہ آخر فشاں کی، پر استقبال، آنکھوں سے
تعاقی، بد حکای، بلکہ میری سخت جانبی سے
نفقات خندا چلنگ و ذوقِ عیش بے پروا
فرعنت گاہ آغوش و داع دل، پسند آیا
خراہ ناز، برقِ خرمی سعی سپند آیا
جراحتِ تحفہ، الہاں ارعناء، راغبِ جگہ ہر یہ م
مبارک بارہ العدد، نغم خوارِ جان درد مند آیا

۶۱۸۱۶

شما پر سبح، مر گوب بٹ مشکل پسند آیا م تماشا ہے بیک کف بردن صدول پسند آیا
پھیپھی بیدی، نومیدی جا وید آسال ہے م گشائیں کو، ہمارا عقدہ مشکل، پسند آیا
ہوا ہے سیر گل، آئینہ بے ہر قاتل م کرانداز ہنون غلتین بسل پسند آیا



۶۱۸۲۱

گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگی جسا کا م گہر میں محو ہوا، اضطراب دریا کا
یر جانتا ہوں کہ تو اور پا سخن مکتوب م مگر، ستم زدہ ہوں، ذوق خامہ فرسا کا
خانے پائے خزاں ہے ہماراگر ہے بھی م دوامِ لکفتِ خاطر ہے، عیش دنیا کا
ملی نہ وسعتِ جولان یک ہجنوں ہم کو عدم کو رے گئے دل میں غبارِ صحراء کا
مراثموں ہر اک دل کے پیغ تاب میں ہے میں مدعا ہوں پیش نامہ متنا کا

۲۲۴

دویں عالم (کامل)

غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغِ زرد م بجھے، دماغِ نہیں خندہ ہائے بے جا کا
ہنوزِ محسری حُسن کو ترتبا ہوں م کر رہے، ہر بن مُوکامِ چشمِ بینا کا
دل اُس کو پہلے ہی نازدِ ادا سے، دے پیٹھے م نہیں دماغِ بکھاں، حسن کے تقاضا کا؟
نک کر گریہ بمقِ رابرِ حسرتِ دل ہے م مریٰ ننگاہ میں ہے، جمعِ خربچ دریا کا
فلک کو دیکھ کر، کرتا ہوں اُنکو پار، اسد م جخاں اُس کی، ہے انداز کا رفترہ اکا

قطرہ میے، اس کی جرت سے لفٹ پرور ہوا م خط جام کئے، اسلام رشتہ، گوہر ہوا
اعبادِ عشق کی خاصہ خرابی دیکھتا م بغرنے کی آمد، لیکن وہ غفا بھچ رہوا
بگرمی دولت ہوئی آتش زن نام نجوی
خانہ ماتم میں، باقوت نگیں، اخستگر ہوا
نشیہ میں گم کردہ رہ آیا، وہ مستفتحہ خود
آج رنگ رفتہ، دوسرے گردش ساغر ہوا
درد سے در پرده دی، فرگاں پیالاں نی خلکت
رینہ ریزہ استخواں کا، پوست میں لشتر ہوا
زہد، گردیدن ہے گردخانہ ہائے منعماں
دانہ لشیع سے میں مُہرہ در ششندہ رہوا
اسے بہضبط حال ٹونا کر گاں، جوش جبوں
لش مٹھے ہے، اگر کیک پر رہ نازک تر ہوا
تر زبان شکر لطف ساقی کو شر ہوا
اس چین میں ریش واری جیں نہ کھپو، اسد

یک ذرہ ڈین ہنیں بے کار، باغ کا م یاں جادہ بھی، قتلہ بے لالے کے داع کا
بے کئے، کسے بے طاقت آشوب آگئی؟ م کھینچاۓ بخ جو صلن خط آیمع کا
بلل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہاۓ گل م کہتے ہیں جس گو عشق، خلل ہے دماغ کا
تازہ نہیں ہے، نشہ فنکر سخن مجھے م تریا کی قدم ہوں، دودھ پراغ کا
سوبار بند عشق سے آزاد ہم ہوے م پر کیا کریں؟ کر دل ہی عدو ہے فراغ کا
بے خون دل ہے پشم میں، موج نگہ، غبار م یہ میکدہ نہ سہاب ہے کے سڑاغ کا
باغ شکفتہ، تیرابا ط نشا ط دل م ابر بہار، خشکدہ کس کے دملاغ کا؟
جو شہ بہار، کلفت نظر ارہے، اسد ہے، ابر، پنبہ روزن دلیوار باغ کا

۶۱۸۲۱

وہ مری چلیں جلبیں سے، غم پہنال سمجھا م رازِ مکتوبہ، بے پے بطيحی عنوال سمجھا
 یک الٰف بیش نہیں، سیقل آئینہ ہفتہ م چاک کرتا ہوں میں جبھے کوگریاں سمجھا
 اہم نے وحشت کدہ بزمِ ہبہا میں ہجوان سمع
 سقلا عشق کو اپنا سر و سماں سمجھا تحریج اسباب گر تواری خاطر مت پوچھہ م
 اس قدر تنگ ہوا دل کہیں زندان سمجھا بدگمانی نے ڈچاہا اسے سرگرم خراں م
 رخ پر ہر قطہ عرقا، دیدا ہیڑاں سمجھا بجز سے اپنے یہ جانکروہ بد خود ہو گا م
 بعضِ خس سے تپش شعلہ سوzaں سمجھا سفرِ عشق میں کی صحف نے راحت طلبی م
 ہر قوم، سالے کوئیں اپنے شہنشاہ سمجھا تھا جگر بزاسِ مرثیہ یار سے، دل، تاجِ مرگ م
 دفع پیکانِ قضا اس تقدیر سالا سمجھا دل دیا جان کے رکیوں، اسکو وفادار، اسدیہ م
 غلطی کی کر جو کافر کو مسلمان سمجھا

۶۱۸۱۶

لبِ نشک در تشنگی مردگاں کا م نیارت کدہ ہوں، دل آنزو دگاں کا
 ہمہ نا اُسیدی، بھہ بدگمانی م میں دل ہوں فریب و فاخور دگاں کا

۱۲۳

دیوانِ غالباً (کامل)

شخصت، کمیں گاہ لقتیں جوئی	تصور ہوں، بے موجب آنزو دگاں کا
غیرب ستم دیدہ بازگشتن	سخن ہوں، سخن بر لب آور دگاں کا
سرایا یک آئینہ دار شکستن	ارادہ ہوں، یک عالم افسر دگاں کا
صورتِ تکلف، بمعنی تاسف	اسد، میں تسم ہوں پر مردگاں کا

۶۱۸۱۶

ش کروہ مجلس فروز خلوت ناموں تھا م رشتہ هر شمع، خار کسوٹ فالوس لھتا
بت پرستی ہے، بہار نقش بندی ہیاے دہر هر صریح خامہ میں، یک نالہ ناقون تھا
مشہد عاشق سے کسوں نک جو گئی ہے حنا م کس قدر دیا رب، ہلاک حضرت پابوس تھا

۱۲۵

دیوان غالب (کامل)

حائل الفت نہ ریکھا جڑ شکست آرزو م دل بہ دل پیوستہ گویا، یک لب انہوں تھا
کیا کہوں دیواری غم کی فراغت کا بیان؟ م یو کر کھایا انون دل بے منت کیوں تھا
طیع کی واشندے رنگ یک گلستان گھی کیا یہ دل دا بستہ گویا، بیفہ طاؤں تھا
کل اسد کوہم نے دیکھا گوشہ غم خاتمیں درست بر سر اسر بزاںوے دل مایوس تھا

ضعف جنوں کو، وقت پس، درجی دو رخفا اک، گھریں، محقر سا بیاں خذر تھا

۲۲۷

اے والے غفتہ نگہِ شوق! ورنہ یاں
 ہر پارہ نگ، لختِ دل کوہ طور رکھت
 وہ دل ہے یہ کہ جس کا خلص صبور رکھا
 شاید کہ مر گیا ترے رخسار دیھکر
 بیمان رات، ماہ کا سبزِ نور رکھا
 جنت ہے تیری شمع کے کشتوں کی منتظر
 آئینہ دیکھ، اپنا سماں ہمنز لے کے رہ گئے م صاحب کو، دل نہ دینے پہ کھنٹا عور رکھا
 قاصدہ کو، اپنے ہاتھ سے، گردان زماریے م اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور رکھا
 ہر نگ میں جلا است، فتنہ انتظار پر دادِ جنسیِ مشعِ ظہور رکھا

۶۱۸۱۶

عمرِ نیازِ عشق کے قابوں نہیں رہا م جس دل پہ ناز رکھا مجھے، وہ دل نہیں رہا
 جاتا ہوں داعِ حسرتِ استی یہ ہوے م ہوں شمعِ کشہ، درخورِ محفل نہیں رہا
 مرنے کی، اے دل، اور یہ نذرِ برکر کیں م شایانِ دستِ خمسہ قاتل ہیں رہا
 بہر دے شش جہت دی آئینہِ باز ہے م یاں آئینہِ ناقص و کامِ نہیں رہا

واکر دیے میں شوق نے بندِ نقابِ حسن م غیر از نکاح، اب کوئی حاصل نہیں رہا
 گوئیں رہا رہیں ستماے روزگار م لیکن ترے تھیاں سے غافل نہیں رہا
 دل سے ہواست کشت و فامتگئی کروان م حاصلِ ماسوں سے حضرت حاصل نہیں رہا
 جاں دادگاں کا موصلہ، فرحت گداز ہے
 یاں عصیدہ پیدیں بُحمل ہتھیں رہا
 ہدوں قطہ زن بسرا جلہ یاس روز روشن
 جزو تارِ اشک، جادہ منزل نہیں رہا
 اے آہ، میری خاطر والبستہ کے سوا
 دنیا میں کوئی عقدہ مشکل نہیں رہا
 ہر چیزیں ہوں طوٹی شیریں سخن، دلے
 آئینہ، آہ! میرے مقابل نہیں رہا
 بیدارِ عشق سے نہیں ڈرتا، سگر، اسد م جس دل پر ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا

۶۱۸۷۱

بیکی میری شرپیک، آئینہ ترا آشنا
 درہ ہم کمر کے ہیں، اے داغِ تھنا، آشنا!
 آشنا کی، ہمکہ گر سمجھے ہے، ایما آشنا
 سنبھڑے بیکانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا!
 عقل کنچی بچکہ وہ بے مہر کس کا آشنا!
 گردشیں جھوول بچشمک ہائے لیلا آشنا
 ذرہ ذرہ، ساخِ میخانہ نیرنگ ہے م شوق، ہے سماں تراز نازش اربابِ عجز م
 شکوہ سچ رشک بحمدِ گیر نہ رہنا چاہیے م ذرہ صحراءِ ستگاہ، وقطرہ دریا آشنا
 میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دل و خشی کرہے م غافیت کا دشمن، اور آوارگی کا آشنا
 کوہ کعن نقاشِ یک مقالِ شیریں تھا، اسد م میرزا ناموں، اور آئینہ تیرا آشنا
 شکوہ سچ رشک بحمدِ گیر نہ رہنا چاہیے م شک سے سرمدار کر رہو دے نہ پیدا آشنا

خلوت آئیہ پا میں ہے، جو لال مسیما
 ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے اطوفاں میرا
 عیش باز یکلہ حسرتِ جاوید رسا
 حسرتِ نش و حشت نہ بہ سمجھی دل ہے
 عالم بے سر و سامانی فرحت مت پوچھد
 بے دماغ پیشِ رشک ہوں، اے جلوہِ من
 فہم، ذخیری بے بطلی دل ہے، ایا رب ا
 بہ ہوں، درِ کو اہلِ سلامت تاچڈ
 سرمه مفت نظر ہوں، امری قیمت یہ ہے م
 رخصت نالہ بمحض دے کہ مبارکاظلم م
 بوے یوسف بمحض گلزار سے آتی تھی، اسدہ

نوں ہے، دلِ تنگی وحشت سے بیباں میرا
 مَوْعِ خُمیانہ ہے، ہر خشم نایاں میرا
 نوں آدمیتے رنگیں ہے، دبستان میرا
 عرضِ خمیازہ مجنوں ہے، گریباں میرا
 لئگرِ وحشتِ مجنوں ہے، بیباں میرا
 نشہ نخونِ دل و دیدہ ہے پیباں میرا
 کس زبان یہ ہے لقبِ خواب پریشان میرا
 مشکلِ عشق ہوں، مطلب ہیں انسان میرا
 کہ رہے چشمِ خرمیدار پہ احوال میرا
 رخصت نالہ بمحض دے کہ مبارکاظلم م
 کوئے نہ بہادر کیا پسید ہنساں میرا

۶۱۸۱۶

طاؤں درِ کتاب ہے، ہر ذرتہ آہ کا
 عزلت گزین بنم ہیں، واسانگان دید
 ہر گرام، آبلے سے ہے، دل، در تر قدم
 بیجیب نیازِ عشق، نشان دار ناز ہے
 غافل بہ وہم ناز، خود آڑا ہے، ورنہ یاں م
 بنم قدر جسے عیش تمنا نہ کرہ، مکر رنگ م
 رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے م
 شرمندگی نسے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس لشاط سے جاننا ہوں میں کہہ ۱۰ پر گل، خپالِ زخم سے دامنِ لگاہ کا
جاں، در ہوا یک بُنگہ گرم ہے، اسد ۱۰ پروانہ، ہے وکیلِ ترے دادخواہ کا

یہ عزیز اپنی بمحبے جی سے پسند آتی ہے آپ ۱۰ ہے ردیفِ شخیں، غالباً، نیز تکرار دوست
بچشمِ بزر خلقِ باعثِ از لفتشِ خود بینی نہیں ۱۰ آئندہ ہے قالبِ خشت درودِ دیوار دوست
برقِ تحریمِ زارِ گوہر پے نانگاہِ تیزِ مایاں اشک ہو جاتے ہیں انشک از گرمیِ رقاڑ دوست
ہے سو ایزے پے، اس کے قامِ تیزیز سے آفتابِ روزِ محشر ہے، بکلِ دستار دوست
لفرشِ منکار و جوشِ تماثا ہے، اسد ۱۰ آتشِ سر سے ہمارِ گرمی پازار دوست

۶۱۸۲۱ ●

لنفسِ ناخنِ آرزو سے باہر کھینچ ۱۰ اگر شباب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ
کمالِ گرمیِ سعیِ تلاش دیدن پوچھ ۱۰ بُرگُ خار، مرے آئندے سے جوہر کھینچ
تچھے ہیاں راحت ہے انتظار، اے دل ۱۰ کیا ہے کس نے اشادہ کہ نازِ بستر کھینچ
تری طرف ہے بحضرت، نظارۂ زگس ۱۰ بجوریِ دل و چشمِ رقیب، سما غر کھینچ
بہ نیمِ غمزہ، ادا کر حقِ ولیعت ناز ۱۰ نیا ہم پر دہ زخمِ جگہ سے خخر کھینچ
مرے قدح میں ہے چہاے آتشِ پیان ۱۰ بروے سے سفرہ، کبابِ دلِ سمندر کھینچ
نہ کہہ کہ طاقتِ رسوانیِ وصالِ آسمیں اگر ہی عرقِ فتنہ ہے، مکرِ یکھنچ
جنونِ آئندہ، مشتاقِ یک تماثا ہے ۱۰ ہمارے صفحے پر بالِ پرکا سے مسٹر کھینچ
خبارِ منت ساقی اگر یہا ہے، اسد دلِ گداختہ کے میکدے میں سما غر کھینچ

ہے جوں، اہل جنوں کے یہے آغوش و درع م چاک ہوتا ہے گریساں سے جُدا میرے بعد
کون ہوتا ہے حرفِ نئے مر انگوں عشق، م ہے مکتے ابِ ساقی میں صلا، میرے بعد
غم سے مرتا ہوں، کہ اتنا ہیں دنیا میں کوئی م کرے تحریتِ مہرو وفا، میرے بعد
حقی، نگ میری ہناں خانہ دل کی اقاب
پے خطر جیتنیں ارباب ریا، میرے بعد
تحامیں گلکستہ احباب کی بندش کی گیاہ
مشق ہوئے میرے رُفقا، میرے بعد
آئے ہے سیکھی عشق پر رونا، غالب م کس کے گھر جائے گا میاہ بلا، میرے بعد

ہرگز کا غذ آتش زدہ، بیرونگ بیتابی م ہزار آئینہ دل باندھے ہے بال کی پیدن پر
فلک سے ہر کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تھا ہے! م منایع بڑا، کو سمجھے ہوئے ہیں قرضا بر زن پر
رم اور دھے سببِ رین، اشنادن کر رکھا ہے م شعاعِ ہرست، بیعت بھری، جسم بسیزنا پر
فنا کو سوچ پ، اگر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا م فرزی طالعِ خاتاک، ہے موقوفِ گلشن پر
اسدِ بسل کے کس املاز کا، قاتل کے کہتا ہقا م کر "مشق ناز کر، خون رو عالم میر کر دن پر"

۶۱۸۱۴

ہوا کرتے میں آئینہ وست طبیب، آخر
ملیں گے منزلِ افتادیں ہم اور خلیسیں، آخر
نیاز پر فشانی ہو گیا صبر و شکیب، آخر
تکفیرِ طرف، مل جائے گا جھسارتیب، آخر
ہوئی شامِ جوانی، اے دلِ حرثِ نصیب، آخر
دیا پاروں نے بے ہوشی میں دسماں کا فرپ بائز
رگ بگل، جادہ تار بمحکمے حد موافق ہے
غزوہ و ضبط، وقت نزاع ٹوٹا بے قراری سے
ستمکشِ صلحت، ہولما کفرخاں بچپہ غافق ہیں م
اسد کی طرح میری بھی، بیزارِ صبحِ رخساراں

حریف مطلبِ مشکل نہیں، فسونِ نیاز م دعا قبول ہو، یا رب، کہ ”عمرِ خفتہ دراز“
نہ ہو ما یہ ہر زہ، بیسا باب نور د وہم و چور م پنوز تیرے تصور میں ہے لشیب و فراز
وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغِ گہاں؟ م کہ دنچھے آئنسہ اتنے سارے کو پرداز
ہر ایک ذرہ عاشق ہے آفتاب پرست م گھینہ، خاک ہوئے پر، ہولے جلوہ ناز
نہ پوچھ وسعتِ بیخانہ جنوں، غالبہ م جہاں یہ کامہ مگر دوں ہے ایک خاک انداز
نکھاں عکسِ فروش، وختیاں آئمنہ ساز
نکھاں فتنہ خرام، اودیرِ دو عالم باز
اڑی ہے صفو، خاطر سے صورتِ پرواز
کہ شیشہ ناک، وصہبائے آج گینہ گداز
کہ کھنچیے پر طائر سے صورتِ پرواز

دائعِ اطفال ہے دلوانز بکھسار ہنوز
خانہ ہے، سیل سے، خوکرہ دیدار ہنوز
آئی یک عمر سے معذہ ورثا شاہزاد
کیوں ہوا تھا طرفِ آبلہ پا، یا رب؟
وسعتِ سمعی کرم دیکھ، کسر تا سرِ خاک م گزرے ہے آبلہ پا، ابر گہر بار ہنوز
یک قلم کاغذِ آتش زده ہے ہمودشت م نقش پا میں ہے نب گرمی رفتار ہنوز
ہوں خوشی چمن حسرتِ دیدار، اسد

خلوتِ سنگ میں ہے نارِ للبکار ہنوز
درد بیس در زدہ ہے رخصمہ دیوار ہنوز
چشمِ شتم میں نہ ٹوٹا بڑہ خار ہنوز
جادہ ہے واسدن پیشِ طومار ہنوز
و سعی کرم دیکھ، کسر تا سرِ خاک م گزرے ہے آبلہ پا، ابر گہر بار ہنوز
یک قلم کاغذِ آتش زده ہے ہمودشت م نقش پا میں ہے نب گرمی رفتار ہنوز
ہوں خوشی چمن حسرتِ دیدار، اسد

زخم پر چھپ کیں کہاں، طفلاں بے پروا نمک م کیا مزہ ہوتا، اگر سچر میں بھی ہوتا نمک
گرد رہا یار، ہے سامان ناز زخم دل م ورنہ ہوتا ہے جہاں کس قدر پیدا نمک
محجہ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہو جیوا م نالا بیل کا درد، اور خندہ جھی کا نمک
شوہر جوالاں تھا کنہ بھر پکس کا؛ کہ آج م گرد ساصل اہے بہ زخم موجہ دریا نمک

دار دیتا ہے مرے زخم جس گر کی، واد وادا م یاد کرتا ہے مجھے دیکھے ہے وہ جس بھائیک
چھوڑ کر جان تن مجرموں حاشر تھے م دل طلب کرتا ہے زخم، اور لٹکے ہے اعضا نمک
غیر کی منت تکھنچوں گاہ، پر تو فیر درد! م زخم، مثل خندہ قاتل، ہے سرتا پانمک
اس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی، اسدہ زور بست سے رکھتا ہے، نصارا کا نمک
یادیں، غائب تجھے وہ دن کو جلدِ ذوق میں م زخم سے گرتا، تو میں پکلوں سے چلتا تھا نمک

آہ کو چاہیے اک عمر، اثر ہوتے تک م کون جیتلے، تری زلف کے سر ہوتے تک؛
دیکھیں اکیا گزرے پے قحلے پر، گہر ہوتے تک م دلپکر ہر سوچ میں ہے، حلقوں صد کام ہنگ م
عاشقی سب طلب، اور تھتا بیتاب م دل کا کیا نمک کروں خون جسکر ہوتے تک
اہم نے ماذک تھا فافی نز کر دے گا، تیسکن م خاک ہو جائیں کے ہم، اتم کو خبر ہوتے تک
پر تو نہ خود سے، ہے شینم کو فنا کی تسلیم م پر تو نہ خود سے، ہے شینم کو فنا کی تسلیم م
یک نظر بیش نہیں، فرحت، سستی، غافل م گئی بزم ہے، اک رقصی شر ہوتے تک
تاقیامت شب و وقت میں گور جائے گی عمر سات دن ہم پر بھی بخاری ہیں، بھر ہوتے تک
شعہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک عزم سستی کا، اسدہ کس سے ہو جنگ، علاج؟ م

۶۱۸۱۶

اے آرزو اشیدِ دفا بخوں بہا نہ مانگ
جز بہر دستِ و باز روئے قاتل، دعا نہ مانگ
گر بخو کو ہے لیقینِ اجابت، دعا نہ مانگ م یعنی، بغیرِ یک دل بے مدد عاذ مانگ
آتا ہے، داعِ خضرتِ دل کاشمار، بار م مجھ سے مرے گنہ کا حساب اس غلام نہ مانگ
گستاخی وصال ہے مشاطِ نیاز یعنی، دعا بجزِ خشمِ زلفِ دو تا نہ مانگ
بمہم ہے، بزمِ غنچہ، بیک جنشِ نشاط
کاشا ذکر کہ تنگ ہے تناقلِ اہواز نہ مانگ عیسیٰ، طریقِ حسنِ تناقل ہے، زینہار
جزِ پشتِ حشم، نسخہ، عرضِ دوا نہ مانگ میں دور گر کر رسمِ رسولِ نیاز ہوں
و شمن بخو، و لے بخو آشنا نہ مانگ نظارہ دیگر، و دلِ نعمتِ نفسِ دگر
آئینہ دیکھ جو بہر برجِ بہنا نہ مانگ یک بخت اونچ، نذرِ سبگ باری، استد
سرہ پر، و بالی سائیہ بال ہما نہ مانگ

۶۱۸۲۱

بے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفاتے گل! م میل کے کاروبار پہنی، خندہ ہلتے گل

۲۵۲

آزادی نسیم مبارک اکھر طرفت م لٹے پڑے ہیں حلقوں دام ہوائے گل
 جو نہا، سو موچ رنگ کے دھوکیں رہ گیا م اے والے بنا لب فتویں نواے گل
 خوش حال اُس حریف سیہ مست کا کر جو م رکھتا ہو، مثل سایہ گل، سمرپاے گل
 ایجاد کرتی ہے اسے تیرتے یہ بہار م میر قیب ہے، نقش عطر ساے گل
 شرمدہ رکھتے ہیں مجھے باہ بہار سے م میناے پے شراب، اودل یہ ہوائے گل
 سطوت سے تیرے جلوہ حسن خیور کی م خوں ہے مری نکاح میں، ارنگ ادلے گل
 تیرے ہما جلوے کا ہے یہ دھوکا کر آج تک م بے اختیار دوڑتے ہے گل در قفاۓ گل
 دیوانگاں کا پیارہ فشنرو غبہار ہے م ہے شاخ گل میں پنج خوبال یا جاۓ گل
 مرگاں تک رسانی لخت جسکر کہساں؟ اے واسے اگر نکاح نہ ہو آشناے گل
 غالب، مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو م جس کا خیال، ہے گل جیب قباۓ گل

بسکہ ہیں بد مستِ بیکن بشکن یخناز ہم
 موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خط پیمانہ ہم
 پنج رنگ دشید کو سمجھتے ہیں دستِ شانہ ہم
 لیل سے، فرش کتاب کرنے ہیں تاویرا نہ ہم
 ہے فرد غماہ سے، ہر موج، اک تصویر چاک
 مشقی از خود رشکی سے ہیں پھلنڈر غمیال
 آشنا تبیر نواب سبزہ بے گانہ ہم
 فرط بے نوابی سے، ہمیں شب ہاے ہجیار میں

سبیل بالیدہ کوموے سیر دیوانہ ہم
 پھکے چکے جلتے ہیں، جوں شمع علوتیا نہ رام
 شام غم میں، سونہ عشق آتشِ رخسار ہے
 غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو پیش ازیں لفڑیں
 مخفیں برم کرے ہے، گجھے بازِ خیالِ میں
 باوجو دیک جہاں نگاہ مہ، پیدائی نہیں میں چراغانِ شبستانِ دل پرواہ ہم
 ضفت سے ہے، نے قناعت سے بیہ ترک جنتجو میں و بال تکیر گاہ ہمتِ مردانہ ہم
 دامِ الحبس اس میں ہیں لاکھوں تنائیں کاسدِ م جانتے ہیں سینہ پر گھوں کو زندگانہ ہم

۶۱۸۱۴

اثرِ کمندی فریادِ نارسا معلوم
 عبارِ نالہ، کیمیں حکاہ مددِ عالم
 لقدرِ حوصلہ، عشقِ جلوہ ریزکی ہے
 و گرنے خانہ آئینہ کی فضا معلوم
 بہار، درگردِ غنچہ، شہرِ بولاں ہے
 طلبِ ناز، جس توں تکنی قبا معلوم
 بنالہ، ساصلِ دلستگی فردا ہم کر
 متانِ خانہ زخیر، جس مددِ عالم
 طلبِ خاک، کیمیں حکاہ یک جہاں سودا
 سرایِ نیکِ بچھر آشنا معلوم
 و گرنے دلبری و عده وفا معلوم
 تکلف، آئینہ دو جہاں مدارا ہے
 کاسدِ فریقت، اختاب طرز بھنا

دیوانِ غالتب (کامل)

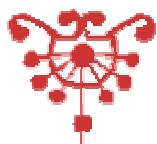
تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التب کروں
وہ انتسِ لذتِ بیداد ہوں کے میں
افشاں، غبارِ سرمه سے فرد صدا کروں
وہ رانہ نالہ ہوں کے بشرجِ نکاو عجز
لوں وام بُختِ خفتر سے یک نوابِ نوش، ولے م غالب، یعنوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں

۶۱۸۱۶

بوں گر دراہ، جامائِ سنتی قب کروں
خوش و حشیہ کے عرضِ ہنون فنا کروں
موجِ غبار سے پر کیک دشتِ را کروں
گر بعدِ مرگ و حشتِ دل کا گلا کروں
دستار گر در شاخِ گلِ نقشِ پا کروں
آئے بہارِ ناز، کرتیسِ نخلام سے
بوں جارہ، گر درہ سے نجھ سرمہ سا کروں
خوش اوقنادگی ابک بھر لے انتصار
دردار یہ ادا کر دل آؤے اسیر چاک
و حشت بے دماغِ میت اقبال ہوں کر میں
صبر اور یہ ادا کر دل آؤے اسیر چاک

دیوانِ غالتب (کامل)

فلکِ سند بے محابا ہے اس ستمگر کو انفعاں کھماں؟
پلو سے میں وہ مضائقہ نکرے پر مجھے طاقتِ سوال کھماں؟
مُفْنَحٌ ہو گئے توئی، غالباً م وہ عن اصرِ میں اعتدال کھماں؟



۶۱۸۱۲

آنسو کھوں کر، آہ، سوار چوا کھوں؟
ایسا عمناں گیغۂ آیا کہ کیا کھوں؟

عہد سے مدح ناز کے باہر نہ آسکا
گر ایک ادا ہوا تو اُسے اپنی قضاہوں

حلقا، ہیں چشم ہائے کشادہ بسوے دل م
ہر تارِ زلف کو بچ سرمه سا کھوں

میں اور صد ہزار نوں جگر خیراش م
تو اور ایک وہ نشانیدنا کہ کیا کھوں؟

ظالم، مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ م
ہے ہے! خدا نکر دہ، بختیے وفا کھوں

اقبالِ کلفتِ دل بے مددِ عارسا
اختیہ کو داعِ سائیہ بالا ہما کھوں

مصنون وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے
اب ملائی پریدہ رنگ جھنا کھوں

دزدیدن دلِ ستّم آمادہ ہے محال
مرثگاں کھوں کہ جو ہر اتنی قضا کھوں

طریز آفسرین نکلنے سے اُنی طبع ہے
آئینہِ خیال کو طوطیِ منا کھوں

غالب، بے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے
ہے عجنتِ بندگی، کہ علی کو خدا کھوں

۶۱۸۳۳

اس قدر ضبط کھاں ہے کبھی آجھی نہ سکوں
ستّم اتنا تو نہ کیجیے کہ اٹھا بھی نہ سکوں
لگ گئی آگ اگر گھر کو، تو اندازہ کیا
شعلہ دل تو نہیں ہے کہ بُھا بھی نہ سکوں
تم نہ آؤ گے، تو مرنے کی ہیں سوتیریں
موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں
ہنس کے بلوایئے امٹ جلے گا سب دل کا گل
کیا تصور ہے تھارا کہ مٹ بھی نہ سکوں

۲۷۶

ہر باب ہو کے بلا لو مجھے اچا ہوں وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر ابھی نہ سکوں
ضعف میں طمعۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے؟ م بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اٹھا بھی نہ سکوں
زہر ملتا ہی نہیں مجھ، کو، منگر، ورنہ م کیا فرض ہے ترسے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

۶۱۸۲۱ ●

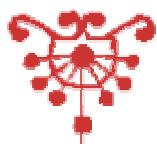
مانع دشت نور دی کوئی تدبیر نہیں م ایک چکر ہے مرے پانوں میں زنجیر نہیں
شوق اُس دشت میں دوڑ لے ہے مجھکو کچھ جہاں م جادہ، بغیر از بھگ دیدہ تصویر، نہیں
حضرتِ لذت آزار بھا جساتی ہے م جادہ راوی، فوجہ دم شمشیر، نہیں
رخ نو میڈی جسا وید گواڑ رہیو! م خوش ہوں، بھگ نال زلوبی کش تاثیر، نہیں
سر کھجاتا ہے، جہاں رخجم سراچھا ہو جائے م لذتِ سنگ، با اندازہ تقریر نہیں
جب کرم رخصعت بے باکی و گتاخی دے م کوئی تقصیر، بجز تجلیت تقصیر، نہیں
غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخ م ”آپ بے ہو ہے، جو معتقد میسر، نہیں“
آئندہ دام کو سبزے میں چھاتا ہے عبث کرپی زادِ نظر، قابلِ تفسیر، نہیں
مثلِ حکل، زخم ہے میرا بھی سیناں سے تواں
تیر اترکش ہی کچھ آزمتني تیر، نہیں
جس کا دیوان کم از گھکشِ کشیر، نہیں
تیر کے شعر کا احوال کہوں کیا، غالب؟

مَتْ مَرْدِكْ دِيدِه مِنْ سَجْوَيْه نَحْلَاهِينْ مَ بَيْسْ جَعْ سُوَيْدَاهِ دَلْ حَشْمَاهِينْ آهِينْ
بَوْلْ مَرْدِكْ حَشْمَاهِينْ بَهْوَنْ جَعْ نَحْلَاهِينْ آهِينْ
خَوَابِيدَه بَحِيرَتَه دَاعَ بَيْسْ آهِينْ
بَهْرَحَافَه كَاهَلَه مِنْ بَهْرَه دِيدَه كَاهَلَه
بَوْلَ دَوَدَه فَرَاهَمَه بَهْوَنْ رَوْزَنَه مِنْ بَهْلَاهِينْ
بَيْسْ دَاعَه سَهْمُورَه شَقَائِقَه كَيْ كَلَاهِينْ
بَاهَا سَهْرَه زَرَه، جَهَگَرَه كَوشَه وَحَشْتَه

دیوان غالتب (کامل)

آئِینے کے پایاں سے اتری ہیں سپاہیں
واماندگی شوق تراشے ہے پناہیں
گر عرضِ تپک لفَّش سونتھ چاہیں
کھینچوں ہوں سویڈارے دلپشم سے آہیں
کس دل پے ہے عزم صفتِ رشگانِ خود آراء
دیر و حسم، آئِنسہ دستکارِ نمتا
یہ مطلع، اسد، بُوہر افسونِ سمن ہو
سرت کشِ یک جلوہ معنی ہیں بھلاہیں

جاشین جو ہر آئِنہ ہے، خاہِ پھن
قالبِ گل میں دوھلی ہے خشتِ دیوارِ پھن
کھل گئی، مانندِ گل سو جا سے دیوارِ پھن
سرفے، باوصفِ آزادی، گرفتارِ پھن
بوہر آئِنہ ہے یاں نقشِ احتصارِ پھن
ہے، کلاہِ ناہِ گل، بر طاقِ دیوارِ پھن
یوں سرفِ گل جلوہ فرساہے ببازارِ پھن
چشم دریا بارہے میر آب سرکارِ پھن
صاف پے از بک عکسِ گل سے، گلزارِ پھن
ہے نزاکتِ بک مصلِ گل میں معاشرِ پھن
برٹکال گریہ عاشق ہے، دیکھا چاہیے
الفتِ گل سے، غلط ہے، دعویٰ وارثگی م
تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بھار
بک پائی یار کی زنگیں ادائی سے شکست
وقت ہے، گربہ بیل مسکیں زلخانی کرے
وختِ افزاجریہ ہاموقوفِ فضلِ گل، اسد



۶۱۸۲۶

عشق، تاشیم سے نومید نہیں م جان پاری، بھجو بید نہیں
سلطنت دست بدست آئی ہے م جام سے ہخا تم جھشید نہیں
ہے جتنی تری، سامان وجود م ذرہ بے پر تو خسہ شید نہیں
رازِ معشوق نہ رُسوہ ہو جائے م ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں
گردشِ رنگ طرب سے ڈریے م غشمِ عروی جاوید نہیں
کہتے ہیں "جیتے ہیں امید پوگ" م ہم کو جینے کی بھی امید نہیں
معکشی کون سمجھ بے حاصل بادہ، غائب، سرقاب بید نہیں

● ۶۱۸۲۶ ●

ذکرِ میرا، بے بدی بھی، اُسے منظور نہیں م غریبی بات بھجو جائے تو کچھ دور نہیں
وعده سیر گلتا ہے انوشاب طالع شوق م مردہ قتل مُقدّر ہے، جو مذکور نہیں
خناپدِ سستی مطاق کی کمر ہے، عالم م لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں

260

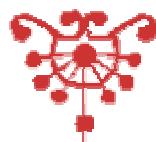
قطۂ اپنا بھی حقیقت میں ہے دیریا، لیکن م ہم کو تقسیم سمجھ کر فلسفی منصور نہیں
حضرت، اے ذوقِ خرابی، کروہ طاقتِ نربی م عشقی پر عمدَ بدہ کی گوں، تن رجور نہیں
میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تھیں م کس رعوت سے وہ کہتے ہیں کہ ”ہم حور نہیں“
ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو م تو تناقل میں کسی رنگ سے محدود نہیں
پیچھے محراب کی قبیلے کی طرف رہتے ہیں حوصلت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں
صاف دردی کش پیانہ بھیں، ہم لوگ م والے اودہ بادہ کہ افسرداہ انگور نہیں
ہوں نہودی کے مقابل میں خفافی اغاب م میرے دلوے پر یہ محبت یہ کہ مشہور نہیں

۱۸۱۶

<p>ول ز کار بچہاں او فتادہ رکھتے ہیں پھکس آئینہ، یک فرد سادہ رکھتے ہیں کر داعی دل بہ جلین کشادہ رکھتے ہیں سر بپائے بتے ناہنادہ رکھتے ہیں دل بدستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں ہزار تین بزرگ براب دادہ رکھتے ہیں زبان بست و پشم کشادہ رکھتے ہیں و گرہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں</p>	<p>تن ہ بندی سوس در ندادہ رکھتے ہیں تمیسزِ بُشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں برنگ سایہ، ہمیں بندگی میں ہے تیسم بزادہاں، رگ گردن، ہے رشتہ، گزناڑ معاف بیہدہ گوئی ہے ناصحانِ عزیز برنگ سبزہ، عزیزان بذریزان یکدست ادب نے سونپی ہمیں سرمدسانی ہیرت زمانہ سخت کم آذار ہے بجانِ اسد م</p>
---	--

فرزوں کی دوستواریِ حوصلہ قاتلِ ذوقِ کشتن میں
 ہوئے ہیں، بخیہ ہائے زخمِ جو ہر تینِ دشمن میں
 سوارا داغِ مرہم، مردکبے پھیشم سوزن میں
 دل را کر دی ہے، لطفِ زخمِ انتظار، اے دل
 ہوا ہے، جو ہر آئینہ، خسیلِ مورنگن میں
 دل و دین و خرو، تاریخِ نازِ جبلوہ پیارا،
 ہو اپے تارا شکیاں، راشہ پھیشم سوزن میں
 نہیں ہے، زخم کوئی بخیکے دنخور مرے تن میں
 ہوئی ہے مارا نے ذوقِ نماشی، نمازیو رانی م کفتو سیلاں باقی ہے، بڑگن بپیر بوزن میں
 ولیعتِ خاد بیدار کا دشہ سائے بڑھاں ہوں م بیگنِ نامِ شاہد ہے مرٹے ہر قفرہ خوں، تن میں
 بیاں کس سے ہو ظلمتِ گستری پیرے شبستان کی؟ م شبِ مہ ہو، جو رکھدوں پیغمبر دیواروں کے روزن میں
 ہکوہش، مارغ پے رہلی شورِ بیوں آئی م ہو اپے، خندہ احباب، بخیہ بیوے و دامن میں
 ہوئے اس بہروش کے جلوہِ تنسال کے آگے م پر اقسامِ جو ہر آئینے میں، نسلِ ذرہ روزن میں
 بخانوں نیک ہوں باید ہوں، پر صحبتِ خلافِ بیٹے م بوجگی ہوں، تو بھوگن میں بخسیں ہوں، تو بھوگن میں
 پڑاوں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو م سیپے ہو کر جسکو بیا ہو گی، ہر قفرہ خوں، تن میں
 اس تو، زندلی تاشیہُ الافت ہے نوبیاں ہوں م خشمِ دستِ نواش، بیوگیا پے کلوقِ گردن میں

جسد سے دل اگر افسرد ہے، گرمِ قشاہو م کہ پیشتر تگ، اشاید کرنٹ نظارہ سے دا ہو
 یققدرِ حسرتِ دل چاہیے، اذوقِ معاصی بھی م بھروں ایک گوٹ دامن، اگر آپ بہفت دیا ہو
 اگر وہ سرو قد، اگر نہ فرام ناز آجاؤ مے م کفتِ ہر خاکِ گھشن، شکلی قمری، انال فرسا ہو



بہم بالیدن سنگ و محی صحرای چاہے ہے
 کتنا رہ جادہ بھی اہسار کو ز نامہ مینا ہو
 کہ مثل غپت، سازیک گلستان دل ہمیا ہو
 بجائے دانہ خرمن، یک بیابان بینہ قمری
 مر احصال و نسخہ ہے کہ جس سے فاک پیدا ہو
 کرے کیا ساز بیش وہ شہید درد آنکھی؟
 جس سے دماغ بخودی انواب زینا ہو
 وہ دل بھول کش، بہر دعوت نظارہ لاجسی
 نکلے لہر نیاشک و سینہ معمورہ تمنا ہو
 نہ دیکھیں رویے یک دل سرد ایک از مشع کافوری

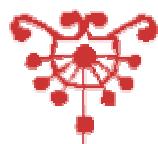
۱۸۵۵

آئی اگر بلا، تو جگہ سے ملے نہیں
 ایرا ہی رے کہم نے پھایا ہے کشت گو
 کجھے بیں جاہا، تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں م
 بھولا ہوں جتنی صحت، اہل گنست کو
 طاعت میں تار ہے نسے والجیں کی لالگ م
 دوزخ میں ڈالد و کوئی لے کر بہت کو
 ہوں مُخرف نکیوں رہ و رسم تو ایسے؟ م
 پڑھا گا ہے قط، قلم سر نوشت کو
 غالب، کچھ اپنی سی سے لہنا نہیں مجھے م
 خرمن بدلے، اگر بلخ کھائے کشت کو

دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اس سیمن کے پاؤ م رکھتا ہے، خند سے کھنچ کے، باہر لگن کے پاؤ
دی ساری سے جان، پڑوں کو گھن کے پاؤ م ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیر زند کے پاؤ
بھاگ کتھے ہم بہت، سو اُسی کی سزا ہے یہ م ہو کر اسیرا، دابتے میں راہزن کے پاؤ
مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور م تن سے سوا فکار ہیں، اس سختہ تن کے پاؤ
اللہ رے اذوقِ دشت نور دی کر بعد مرگ م ہلتے ہیں خود بخود مرے، اندر کفن کے پاؤ
ہے بوش گل بھار میں یاں تک کہ پر طرف م اُڑتے ہو کے ایجھتے ہیں مرغ چمن کے پاؤ
بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی کعبے میں، کیوں ربا میں نہ ہم بہمن کے پاؤ
شب کو کسی کے نواب میں آیا نہ ہو کہیں؟ م دُکھتے ہیں، آج، اُس بت نازک بدن کے پاؤ
غالب، مرے کلام میں کیوں کر مسزا نہ ہو؟ م پیتا ہوں دھو کے خروش و شیری سخن کے پاؤ

واں پیچ کر، بونش آتا پے ہم ہے ہم کو م صدر رہ آہنگ زمیں بوس قدم ہے ہم کو
دل کو میں اور مجھے دل محی و فار رکھا ہے م کس قدر زوفی گزفاری ہم ہے ہم کو

خون سے نقش پے سور، بے طوق گردن م تیرے کوچے سے کھاں طاقتِ رم ہے ہم کو
جان کر کیجئے تغافل، کچھ اُمیڈ بھی ہو م یہ نگاہ غلط انداز تو ستم ہے ہم کو
رشک ہم طرحی و درد اثرِ بانگِ حزیں م نارِ مرغِ عسدِ تیغِ رو رم ہے ہم کو
سہرِ نداز کے بجو، وعدے کو محکر، چاہا م ہنس کے بولے کہ ”ترے سر کی قسم ہے ہم کو“
دل کے خون کرنے کی لیا وجہ، و میکن ناچار م پاس بے رونقی دیدہ، اہم ہے ہم کو
نمودہ نداز ک کوششی کو فیض ہے ہو م ہم وہ عاجز ک تغافل بھی ستم ہے ہم کو
لکھو آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی م ہوس سیر و مشاوا، سودہ کم ہے ہم کو
مقطع سلسلہ شوق نہیں ہے، یہ شہر م غرم سیر بخ و طوفِ سدم ہے ہم کو
لیے جاتی ہے کیس ایک تو سع، غائب م جادہ رہ، کشش کاف کرم ہے ہم کو
ابر روتا ہے کہ بزم طرب آسادہ کرد طاقتِ رہ سفر بھی نہیں پاتے اتنی
جادہ رہ، کشش کاف کرم ہے ہم کو لائی ہے معتمد الدولہ بہادر کی اُمید



۶۱۸۵۲

کسی کو دیکے دل، کوئی نوا سخن فناں کیوں ہو؟ م
 نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر منہ میں زبان کیوں ہو؟
 بیخ بینی آہوں کا ہے شکلِ ستونی پورا!
 ہیوں صورت کا بوس پھر خواب گرداں کیوں ہو؟
 وہ اپنی خونرہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ م
 سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ”ہم سے سرگردان کیوں ہو؟“
 کیا غم خوار نے رسما، لگے آگل اس محبت کو؟ م
 نہ لادے تاب جو غم کی، وہ میرا راز داں کیوں ہو؟

مخطوبہ نبی علیش حقیر (جہاڑ ۱۸۵۳ء) نادرت غائب ص ۵۶۔ ۷۔ مخطوبہ نبی علیش حقیر مورثہ (جہاڑ ۱۸۵۳ء)
 ۲۔ رسالہ ملوف قان و خواب شاہ (پاکستان) جولائی ۱۹۵۶ء۔ فاضل نزیدی

دیوانِ غالبت (کامل)

و فاکیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر بھپڑنا لٹھرا م
تو پھر، اے سنگ دل ایزرا، ہی سنگ آت ان کیوں ہو؟
فنس میں مجھ سے رو راد چمن کہتے نڈڑا ہندم م
گردی ہے جس سپکل بجلی، وہ بیرا آشیان کیوں ہو؟
یہ کہہ سکتے ہو: ”م دل میں نہیں ہیں“ پیریہ بستلاؤ م
کجب دل میں مخفیں تم ہو تو ان بھنوں سے نہاں کیوں ہو؟
غلاظ ہے جذب دل کا شکوہ، دیکھو، جرم کس کا ہے؟ م
نہ کسی پنجو گرت اپنے کواکشاں درمیاں کیوں ہو؟
یہ فنس آدمی کی خزانہ ویرانی کو کیا کر ہے؟ م
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا سماں کیوں ہو؟
سہل ہے آزمانا، تو ستان کس کو ہکتے ہیں؟ م
غدوکے ہو یہ جب تم تو بیرا امتحان کیوں ہو؟
کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوانی؟
بجا کہتے ہو، پچھ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ”ہاں کیوں ہو؟“
نکلا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو، غالبت؟ م
ترے بے ہیر کہتے سے، وہ بجھ پیرہ بیان کیوں ہو؟

۱۸۱۴

از مرزا پہ ذرہ دل، دل ہے آجست م طوطی کو، شش جہت سے، مقابل ہے آئندہ

سیاہ بالش، دکھر دل ہے آئندہ
 یاں پشتِ بیشم شوونی قتال ہے آئندہ
 در پردہ ہوا پس بسمل ہے آئندہ
 جو سرِ جلسم عقدہ مشکل ہے آئندہ
 آئندہ بندِ خلوت و محفل ہے آئندہ
 یاں سنگ آستانہ بدل ہے آئندہ

حیرتِ چوم لذتِ غلطانی پش
 غلطت، ببالِ جو ہر شمشیر پر فشاں
 ہیرتِ نجاح برق، متساشا بہار شونخ
 یاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر لوث کر
 ہم زانوے تاں، وہم جبلوہ گاہِ گل
 دل کارگاہِ نکر، واسدِ بیوے دل

۶۱۸۲۱

کس کو دفا کا سلمہ جنمائ اٹھائیے؟
 اب چار سوے عشق سے دوکاں اٹھائیے
 طاقت کہاں کہ دید کا احسان اٹھائیے
 یعنی، ہنوز منت طفلاں اٹھائیے
 دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم م
 یا میرے زخمِ رشک کو رسوانہ کیجیے م
 ہستی، فریبِ نامہِ موحی رہا ہے
 ضبطِ جنوں سے، ہر سرِ موہے ترازِ خیز
 نذرِ خداش نالہ، سرِ شک نمک اثر
 انگورِ سعی بے سروپائی سے سبز ہے

وہ بات چاہئے ہو کر جو بات چاہئے صاحب کے ہنیش کو کرامات چاہئے
 مسجد کے زیر سایہ، خسرا بات چاہئے م بھوں پاس آجھو، قبلہ حاجات، چاہئے
 عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر م آخر، ستم کی کچھ تو مکافات چاہئے
 دے داد، اے فلک دلی حسرت پرست کی م ہاں، کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہئے
 سیکھ ہیں، مہ و خون کے لیے ہم مصوری م تقریب کچھ تو ہر ملاقات چاہئے
 فرستے غرضِ نشاط ہے، کس رو سیاہ کو؟ م اک گونہ بے خودی بچھے دن رات چاہئے
 نشوونما ہے اصل سے، غالبِ افراد کو م خاموشی اکی نسخے ہے، اجوہات چاہئے
 ہے رُبِّ الاء و گلِ و نسرینِ جدا جدا م ہر نگ میں بہار کا اشتات چاہئے
 سر، پائے خمر پر چاہئے نہ کام بے خودی م رُبِّ، سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہئے
 یعنی، حسبِ گردشِ پیانا نہ صفات م عارف، ہمیشہ مستَنِ ذات چاہئے

بساطِ چھر میں تھا ایک دل، یک قطعہ خون وہ بھی م
 سور ہتا ہے پہ اندازِ چکیں ننگوں، وہ بھی
 رہے اس شوخ سے آزر دہ ہم چند تکلف سے م
 تکلف بر طرف، تھا ایک اندازِ جتوں اُفہ بھی
 خیالِ مر کتب تکیں دل آزر دہ کو نکھٹے؟ م

مرے دام تمنا میں ہے اک صیدہ زبوب، وہ بھی
 نہ کرتا کاشِ اناہ، مجھ کو کیا معلوم تھا، ہمدرم ۳
 کہ ہو گا باعثِ افزایش دردِ دروں، وہ بھی
 نہ آنا بُریشِ تیخِ جھاپر نازِ فرمادُم
 مرے دریاے بے تابی میں ہے اک موجِ خوب، وہ بھی
 نے ہشتہت کی خواہش، ساتی کر دوں سے کیا کیے؟ ۴
 لیے بیٹھا ہے اک دوچار جامِ واٹگول، وہ بھی
 مجھے معلوم ہے جو تو نہ میرے حقیل سوچا ہے
 کہیں ہو جائے جلدِ اے گردشِ گردوں دُوں، وہ بھی
 نظرِ احت پر میری، اکر نہ وعدہ شب کے آنے کا
 کہ میری خواب بندی کے لیے ہو گا فسول، وہ بھی
 مرے دل میں ہے، غائبِ اشوقِ محل و مکوہ، ہجران ۵
 خدا وہ دن کرے، جو اس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی

#####

ہے بزمِ بیان میں، سمن، آزدہ بیوں سے م تنگ آئے میں ہم ایسے خوشامد طلبیوں سے
 ہے دورِ قیرح، وجہِ پریشانِ صہبا م یک بارِ تجدو ختم نے میرے بیوں سے
 رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہیں، زاہدہ م زہسار، نہ ہوناطف ان بے ادبیوں سے
 بیدادِ وفادیکھ، کہ جساتی رہی آخر م ہر چند مری جان کو تھار بڑی لبیوں سے
 کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہاں عنزیزاں؟
 خواری کو بھی اک عار ہے، عالی لبیوں سے
 جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبیوں سے؟
 گو تم کو رضا جوئی اغمیار ہے، یکن
 دو دن بھی جو کاٹ، تو قیامتِ قبیوں سے
 مت پوچھ، اسد، عقصہ کم فرقی زلیست

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ، اے آرزو خرامی م دل، جوش گری میں ہے ٹوبی ہوئی اسی
اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بجھادے م میں بھی، جلدے ہوں یہیں، ہوں داغ ناتمامی
کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے دفاتی
پر پتی ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی
تیغ ادا نہیں ہے پاہنہ بے نیامی
صد رنگ گل کرتنا، در پر دہ قتل کرنا
ہے نامہ بر کو اس سے دعواے ہم کلامی
اے غم، ہنوز اُش، اے دل ہنوز خرامی
ہے شرح شوق کو بھی، جو شکوہ، ناتمامی
دریا سے خشک گز ری مستوں کی لشکر کامی
طرف سخن نہیں ہے مجھ سے، خلا نہ کر دہ
طاقت فسانہ بار، اندر لیثہ شعلہ ایجاد
ہر چند عمر گزری آزدگی یہیں، لیکن
ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت

بعد از ۶۱۸۲۱

کیا نگہ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے م جس میں کر ایک بیضہ مودو، آسمان ہے
ہے کائنات کو حسر کت، تیرے ذوق سے م پر تو سے، آفتاب کے تریخیں جان ہے
حال آس کہے یہ سیلی خوار سے لا ارنگ م غافل کو میرے شیشے پئنے کا گھمان ہے
کی اس نے گرم مایسٹہ اہل ہوس میں بھا م آوے نے کیوں پسند کر چکا مکان نہ ہے
کیا نوبات مرے عین کو بوس نہیں دیا و م بس چپ رہو، ہمارے بھی ہنریں زبان ہے

بیٹھا ہے جو کسایہ دیوار پار میں مر فرماں روکے کشوہ بہن و ستان ہے
آستی کا اعتبر بھی عمر نے مٹا دیا! م کس سے کہوں کہ داع، بھگر کافشان ہے
ہے با رے، اعتناد و فاداری اس قدر م غائب، ام اس میں خوش ہیں کنامہ بان ہے
دل کے رہنے والو، اسد کو ستاؤ مت بیچارہ، چند رونہ کا یاں میہماں ہے

● بعد از ۱۸۲۱ء

درد سے میرے ہے تجھ کو بیماری ہے ہے! م کیا ہوئی، ظالم، تری خلعت شماری ہے ہے!
تیرے دل میں گرنے تھا آشوبِ عمر کا حوصلہ م تو نے پھر کوئی کی تھی بیری غمگزاری ہے ہے!
کیوں مری عمر خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ م دشمنی اپنی تھی، میری دوستداری ہے ہے!
عمر بھر کا تو نے پیان و فاباندھا تو کیا؟ م عزم کو بھی تو نہیں ہے پایہ داری ہے ہے!
ذہر لگتی ہے بمحظ آب و ہولے زندگی م لیعنی، تجھ سے تھی انسنا سازگاری ہے ہے!
مگل فشانی ہے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا؟ م خاک پر ہوتی ہے تری لا لا کاری ہے ہے!
شرمِ رسولی سے جا چھپنا لفتابِ خاک میں م ختم ہے الافت کی، تجھ پر پردہ داری ہے ہے!
خاک میں ناموس پہیانِ محبت مل گئی م اٹھ کی دنیا سے رہ و کم یاری ہے ہے!
ہاتھ ہی تین آزمائ کام سے جاتا رہا! م دل پاک، لگنپاکیا از خم کاری ہے ہے!
کس طرح کمال کوئی شبہاے تابر بر سکال؟ م ہے، نظر، خوکر دہ انحر شماری ہے ہے!
گوش ہجور پیام و چشم عسر و م جمال م ایک دل، تیس پر یہ نا امیدواری ہے ہے!
عشق نے پھر ان تھا، غائب، بھی وحشت کارنگ م رہ گیا تھا دلیں جو کچھِ ذوقِ خواری ہے ہے!
گرم صیحت تھی، تو غربت میں امکھالیتا، اسد میری دلیں ہوتی تھیں خواری ہے ہے!

۶۱۸۲۱

سرگشتنگی میں، عالمِ سنت سے یاں ہے م تکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے
لیتا نہیں مرے دل آوارہ کی خبر م اب تک وہ جانتا ہے کہ، میرے بھی پاس ہے
کیا غم ہے اس کو جس کا علیٰ سا امام ہو م اتنا بھی، اتنے تلک زده، کیوں بے خدا ہے
کیجئے بیان سرورِ ربِ عالم کہاں تلک؟ م ہر مو، مرے بدن پا، زبانِ سپاس ہے
بے وہ، غرورِ حسن سے بے گناہ وفا م ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے
پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں ثراب م اس بلجنیِ مزاج کو گرمی ہی را سس ہے
ہر کیکِ مکان کو پے بیکھ سے شرف، اسد م بخوبی جو مر جیا ہے، تو جنگ اداس ہے

۶۱۸۲۱

گرخاستی سے فائدہ اخبارے حال ہے م خوش ہوں گہ، میری باتِ سمجھنی محال ہے
کس کو سناوں حسرتِ انہار کا گھٹے؟ م دل، فردِ جمع و خرجِ زبان ہائے لال ہے
کس پر دلمے میں ہے آنکھ پر داز؟ اے خدا م رحمت کہ عذرِ خواہِ لب بے سوال ہے
ہے ہے! خدا خواستہ، وہ اور دشمنی م اے شوقِ متفضل، یہ تجھے کیا خیال ہے
مشکلیں، لبائیِ کعبہ، علیٰ کے قدم سے جان م نافِ زین ہے، نزکِ نافِ غزال ہے
وہشت پی میری، عرصہِ آفاق، تلگ تھا م درپا، زین کو عربیِ انفعال ہے
ہستی کے مت فریب میں آجائیو، اسد م عالمِ تمام، حلقة، دامِ خیال ہے
پہلو تجھا نکر غم و اندوہ سے، اسد دل و قلبِ درد رکھ کہ قبیروں کا مال ہے

یہ بزم نے پرستی، حسرتِ تکلیف پر جا ہے
کہ جام پارہ، کف برلب تقریب، تقاضا ہے
مری ہستی، فضائے حیرت آباد تھا ہے م جسے کہتے ہیں نار وہ اسی عالم کا عتقا ہے
خزان کیا؟ فضلِ گل کہتے ہیں کس کو کوئی حکم ہو م وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پرکا ہے
وفاء دلبان ہے لتفاقی، ورنہ، اے سہدم م اثرِ فریادِ دلبانے ہر ہیں کا کس نے دیکھا ہے؟
نلانی شوخیِ انذیثہ، تابِ رخ نو میدی م کفت افسوسِ ملتنا، عبدِ تجدیدِ تھتا ہے

بہم آورده بڑھ گل، بروے بروے تماشا ہے
کہ بڑھ گاں جس طرف واہو، بکفت دامنِ محرا ہے
بجولان گاہِ نو میدی، تکھاں عاجیزاں، پا ہے
شربھی صیدِ دام رشتہ رگ ہانے خالا ہے
گدازِ ہر تھتا آبیاں صد تھتا ہے
نشاطِ دیدہ بینا ہے، کون خواب؟ او پھر بسیداری؟
نگہ، معماںِ حسرتِ تھا۔ چہ آبادی؟ پھر ویرانی؟
رسووے آبیوں میں، اگر، سرٹکِ دیدہ نہ مسے
پرستی ہاے قیدِ زندگی، معلوم آزادی
اسدہ، پاسِ تھنے سے نرکہ امیدِ آزادی

#

رجم کر، ظالمِ ما کر کیا بود چسرا غُکشتہ ہے
نپھن بیسا روفا، دودھ پار غُکشتہ ہے
زشتہ رتے، بے چین، دودھ پار غُکشتہ ہے
جام، داعِ شعلہ اندر دودھ پار غُکشتہ ہے
لالِ حشتم حسرت آلو دودھ پار غُکشتہ ہے
داغِ ربطِ ہم ہیں اپل باغ، گرگل ہو شہید
شوہر ہے کس بزم کی عرض پر جراحت خانہ کا؟
دل کی کی آرزو بے چین رکھتا ہے، علیں م دل کی کی آرزو بے چین رکھتا ہے، علیں
نامزادِ جلوہ، ہر عالم میں حسرتِ گل کرے
نوواب نا بُرگرخاں، دودھ پار غُکشتہ ہے
شعلہ، آخر فالِ مقصودِ چسرا غُکشتہ ہے
ہو جہاں، تیرا دماغِ نماز، مست بے نو دی
ہے، دل افراد، داعِ شوخیِ مطلب، اسد

۶۱۸۱۶

چشمِ نوبال، فاشی میں بھی فاپرداز ہے م سرمد تو کھوئے کر دود شعلہ آواز ہے
 ہے اچندر خاصہ، ریز شہابے استقبالِ ناز نامہ خود پیغام کو بال و پر پرواز ہے
 پیکرِ مُشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے م تالہ، گویا، گردشِ سیارہ کی آواز ہے
 دستگاہِ دیدہ خونبارِ بجنوں دیکھنا م یک بیابان جلوہ گل، فرشِ پانداز ہے
 سرنوشتِ اضطرابِ اجسامیِ الفت نہ پوچھ
 لغہ ہے کافوں میں اُس کے نالہ مرغِ اسیر
 رشتہ پایاں نواساں بندساز ہے
 اضطرابِ چشم، برپاد و خستہ، غماز ہے
 مُحسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے
 لیلی معنی، اسد، محملِ شین راز ہے
 شوخیِ اخبارِ غیاز و حشتِ بجنوں نہیں

۶۱۸۱۷

یاد آیا بوجو وہ کہنا کہ نہیں، واہ غلط،
 کی، لسوور نے بھراے ہوس راہ، غلط^(۳)

۶۱۸۱۸

آے ٹیں پارہ ہاے جگر درمیانِ اشک
 لا یا ہے لعل بیش بہما، کاروانِ اشک^(۴)

ہے آرمیدگی میں نکو شش بجا بجھے م صبح وطن ہے خندا دل ان مجھے
 ڈھونڈھے ہے اُس سخنی ستش نفس کو، جی م جس کی صدرا ہو جسلوہ برق فنا بجھے
 مستان طے کروں ہوں رہ وادی نیاں م تاباز گشت سے نہ رہے مدد سا بجھے
 کرتا ہے، بکر باغ میں تو، بے حبایاں م آنے گلی ہے نکتہ گل سے ہمیا بجھے
 کھلتا کسی پر کیوں مریے دل کامعا ملڑا م شعوں کے انتخاب نے رسموا کیا بجھے
 ہے پختا برشتہ شیع سحرگی
 بخلت گدازی نفس نارسانہ
 یاں شعلہ پراغ ہے، برگ خا بجھے
 پرواز ہا، نیازِ میاثا چسنِ دوست
 از خود گز شنگی میں نوشی پر حرفہ
 تا پھنڈ پست فطرتی طبع آرزو؟
 یاں آب و داڑ، موئیں گل میں، سرام ہے
 یکبار اسقان ہوس بھی ضرور ہے
 خون جگر میں ایک ہی خونلہ دیا بجھے

۱۸۱۲ غزلیات

نیازِ عشہ خمن سوزا سبابِ ہوس بہتر بجو، ہو جاوے نثار برق مجست خاروں ہر

لقریب ۶۱۸۱۲

فسخ سوزش دل، در خور عناب نهیں

سر سودا زده، آتشکده تاب نهیں ۳

#####

ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدد عما
طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ، زبانِ اشک

میں وادی طلب میں ہوا جسلہ تن عرق
از بکہ صرف قطرہ زنی تھا بسانِ اشک

روز نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار
مژگاں کو دوں فشار پے رامتحانِ اشک

دل خستگاں کو ہے طربِ صدِ حین بہار
باغِ بخول پیدا، و آبِ روانِ اشک

سیلِ بنائے، سنتی ششم ہے، آفتاب
چھوڑے نہ پیشم میں، تپشی دل، نشانِ اشک

ہنگامِ انتظارِ قدوم بتاں، اسد
ہے برسِ مژہ نگراں، دید بانِ اشک

ہمت و خصلہ شورشِ شبم معلوم
 قلنام اشک، نم دیدہ خونا ب نہیں
 پر شِ عشق سے ہے انکو فراغت مقصود
 ہدیہ پارہ دل، نازشی جلباب نہیں
 ہمت و شوق طلب حکاری مقصود کہاں؟
 برق، خرم زن بیتابی سیما ب نہیں
 گلشنِ سستی عالم، ہے دبتانِ نشاط
 نفسی گل، روائقِ مشقی طلاق ب نہیں

۶۱۸۱۲

شمیشِ صافِ یار، جو زہرب داده ہو
وہ خط سبز ہے کہ پرخسارِ سادہ ہو

۶۱۸۱۲

شمع ساں میں تہ دلانِ صبا جاتا ہوں
 مجلسِ شعلہ عذر اس میں جو آجاتا ہوں
 جس گزرگاہ سے میں آبدہ پا جاتا ہوں
 سرگراں مجھ سے سُبک روکے اذنا رہنے سے رہو
 کبیکن بنشِ لب، مثلِ صدا، جاتا ہوں

۶۱۸۱۲

دیختا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو
آج بیداری میں ہے خوابِ زیناً مجھ کو

۶۱۸۱۲

دیکھو وہ برق تبسم، بس کر، دل بیتاب ہے
کھول کر دروازہ میخانہ، بولا فے فروش

۶۱۸۱۲

ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے، سب انقاں مجھے

دیدہ گریاں مر، فوارہ سیماں ہے^(۲)
اب شکست تو بہ میخاروں کو فتح الباب ہے

یہ رنگ زرد ہے چین زعفران مجھے^(۳)

۶۱۸۱۲

صبا، لحاظہ طپا پختے طرف سے نبیل کی

کر دے غنچہ گلی سوے آشیاں پھر جائے^(۴)

۶۱۸۱۲

بُجُوا تو بہ کر دے، تم کیا بوجب ادب ااتھے

تو یوسف ساخینہ بنے سر بر زاد آتا ہے^(۵)

۶۱۸۱۲

زخم دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے

ایسے ہنتے کو مر لایا ہے کہ جی جانے ہے^(۶)

۶۱۸۱۲

اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر بجلے

رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر، تم بجگر جلے^(۷)

ہر رات، تشنع، شام سے لے تا سحر جلے^(۸)

پردازے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسد

• تقریباً ۱۸۱۲ •

طیز بیدل میں رخیتہ کہنا
اسد اللہ خال قیامت ہے ॥

• تقریباً ۱۸۱۲ •

جو حسہ تقوی ادا نہ ہو وہ تو اپنا مہبہ ہی ہے غالباً
ہوس نہ رہ جائے کوئی باقی، گناہ کیجئے، تو خوب کیجئے ॥

۶۱۸۱۶

لش فریدی ہے کس کی شوہی تحریر کا؟ م کاغذ کا ہے، پیرن ہر پیکر تصویر کا
کاو کاو سخت جانہسا نہ لپوچھ م صبح کرنا شام کا، لانا ہے جو کے شیر کا
جدبہ بے اختیار سوق دیکھا جائے م سینہ شمشیر سے باہر ہے، دم شمشیر کا
آگی، دام شنیدن جس قدر چاپے بچلن م مددعا عفت ہے، اپنے عالم تحریر کا
شوہی نیزگ، صید و حشت طاؤس ہے دام، سبزے میں ہے، پروار پھن لخیز کا
لذت ایجاد ناز، افسون عرضِ ذوقِ قتل فغل، آتش میں ہے تیغ پارے، پیچیر کا
خشت پشت دستِ عجز و قاب آغوش دراء پور ہوئے سیل سے پیمانہ کس تحریر کا
وحشت خوابِ عدم، تشوری تاشا ہے، استد جو مرڑہ جو ہر نسیں آئیکنہ تعبیر کا
بس کہ ہوں، غالباً، اسی میں بھی آتش نیزپا م موے آتش دیدہ ہے، حلقة مری زنجیر کا

سوارچشم بسم، اتنی بِ نقطہ آئی
حرام ناز بے پرواں قاتل پسند آیا
کو رطف بے تھا رفتہ قاتل پسند آیا
روایہا موج خون بسم سے ٹکتا ہے
ہوئی جس کو بھاڑ فر صت سے آگئی
برنگ لال، حرام بادہ پھول پسند آیا
اسد، ہر جانش نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے
مجھے زنگ بھار ایجادی بیدل پسند آیا

۶۱۸۱۶
نز اکت، ہے فسونِ دعویٰ طاقت شستن ہا
خراںگ، اندازِ چراغ از جسم خستن پا

۱۱۳

۶۱۸۱۷

دویدن کے کمیں، جوں ریشمہ نزیر نہ میں پایا
بگرد مرد، اندازِ نگاہ شر میں پایا
اگلی اک پنیہ روزن سے تھی چشم سفید آخر
حیا کو، انتلا بر جلوہ رینی کے کمیں پایا
پھر کوچشمہ آب بقا سے تر جیں پایا
پھر کوچشمہ جس بخشی خوبیں
پریشانی سے، مغز سر، ہوا ہے پنیہ باش
نقش، حرث پرست طرز ناگیر ای مرثگان
اسد کو چیخ تاب طبع بر ق آہنگ مکن سے
حصارِ شعلہ بھوار میں عزت گزیں پایا

خود آکارا و حشتِ چشم پر می سے شب وہ بدنو تھا
 خود آرائی سے، آئیہ، طلسمِ مومن بجادو تھا
 ہمیشہ دیده گریاں کو، آب رفتہ در جو تھا
 سر شرک آگلی بڑھ سے، دست از جانشنس بر تو تھا
 قمرِ زنگ سیمہ، پیامبرِ ہر چشم آ ہو تھا
 اشارت فہم کو، ہر ناخن بُری دہ، ابر و تھا
 گئے وہ دن کرپانی جام کے سے ڈالو زانو تھا

لبشیر نیزِ خواب آلو دہ مر گاں، نشترِ زینور
 ہمیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا
 رہا نظارہ وقت بے نقابی آپ پر لرزائ
 عزمِ جہنم، عزادار ان لیلی کا پرستشِ گر
 رکھا غفلت نے دور افتادہ ذوقِ ندا، ورنہ
 اسد، خاکِ در بیخا نہ اب سر پر اڑتا ہوں

پشعلِ انتظارِ مہوشان در غلوتِ شبہما
 سر ترا نظر، ہے رشتهِ اسیع کو کبھما
 نہ نکلے خفت، مثلِ استحواں، بیرونِ قاتلبھما
 رفے زخم کرتی ہے، انبوکِ نیشِ عقر بھما
 کر ہے تیندی خط، سبزہ خطر در تر بھما
 ہمیں رفتارِ عمر تیز رو پابندِ مطلب بھما
 ہماں ہیں نالِ ناقوس میں در پردہ یار بھما

پشعلِ انتظارِ مہوشان در غلوتِ شبہما
 کرے گر فکرِ تعمیر خرا بیہاے دل، مگر دوں
 عیادت ہاے طعن آلو دیا لال زہر قاتل ہے
 کرے ہیں حسنِ نوبات پردے میں مشاٹکی اپنی
 فنا کو عشق ہے، ابے مقصد لال، حیرت پرستا لال
 اسد کو بُت پرستی سے غرض در داشتائی ہے

شرار آسا، زنگ سرمه پیکر باز جستن ہا
کرتھا آئینہ خود بے نقاب تگ بستن ہا
برنگ شعلہ ہے، مہر ناز، از پا نشتن ہا
نفس ہا بعد وصل دوست نادان گستن ہا
یہ بندگی ہے نفس برآب، امید رستن ہا
رسنیتی پشم شوخ سے ہیں، جو ہر ثرگاں
ہوانے ابر سے کی موسم گل میں مند بانی
دل از اضطراب آسوده، طاعت گاہ راع آیا
تمکف حاقتی میں ہے دلا، بند قبا وا حکر
اسد، ہر اشک ہے یک حلقة برز خیر ازوردن

۶۱۸۱۶

غبار کوچہ ہاے مونج ہے، خاشک صاحل ہا
ہوئے ہیں، پرده ہاے پشم عرب، بلوہ حائل ہا
روخوابیدہ میں انگندی ہے، طرح فنزل ہا
بوہم زرگر میں باندھتے ہیں برق ماحل ہا
ہیں بیڑا زخم، بول نگستاں، فرش محض ہا
بنوک ناخن شمشیر کچھے حسل مھل ہا
لبان جو ہر آئینہ، از ویرانی دلہما
نگکی ہم نے پیدا، رشتہ ربط علاق سے
ہنسی ہے، ما و بود منعف، سیر بنے خودی آسال
غفری بیر تکین ہوس در کار ہے، ورنہ
تماشا کر دی ہے، اتنل ر آباد حیرانی
اسد، ناہ نفس ہے ناگزیر عقد پیرانی

۶۱۸۱۶

نیگیں ہیں جوں خمرا زنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا
لبانِ شان، زینتِ رینز ہے دستِ سلام اُس کا
کر داعِ آرزو بے بوہہ دیتا ہے پیام اُس کا
بھرے چائے صد زنگانی، ایک جمام اُس کا
مبادا اپہو عنال گیر تغافل، لطفِ عام اُس کا
کر کشت خشک اُس کا، ابر بے پرو خرام اُس کا

بڑہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، ا تمام اُس کا
سر و کابر تواضع، تاخم گیسو رسانیدن
مسی آلاودہ ہے بہر نواز شناہم، ظاہر ہے
لڑاوے گروہ بزمِ سیکشی میں قحو و شفت کو
پامیدنگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حضرت
اسد، اسودا رہبری سے ہے یم زنگی تہ

۶۱۸۱۴

نالِ دل، بہ کمرِ دامنِ قلعے شب تھا
دلِ شب، آئینہ دار پیشی کوک تھا
دیدہ گو خوں ہو، تماشے چین مطلب تھا
حسن آئینہ و آئینہ چین مشرب تھا
بخینہ زخم جگرِ خندہ نیزِ لب تھا
دلِ ناسوختہ، آتش کدہ صدتوب تھا
ورنہ جو چھا ہیے، اس بابِ متناسب تھا
دلِ دیوار کے دارستہ بہر مذہب تھا
ہم میں سدر ما یہ ایجادِ دنستا اکب تھا
یادِ روزے کنفس درگرد "یارب" تھا

یادِ روزے کنفس سلسلہ یارب تھا
بہ محکیتِ کدہ فرست آرایشِ وصل
بہ تنست کدہ حسیرتِ ذوقِ دیدار
جو ہر منکر، پر افسانی نیزگِ خیان
پر ددہ در دل، آئینہ صد زنگِ نشاط
نالہا حاصلِ انڈیتہ کہ جوں کشت سپند
عشق میں ہم نے ہتھ ابرام سے پہنچیز کیا
آفسہ کار گرفتار سر زلف ہوا
شووقِ سامان، فغمیلی ہے، او گرد غائب
اسد، افسردگی آوارہ کفر و دی ہے

۶۱۸۱۴

شب کر دل زخمی مسروضِ رو جہاں تیر آیا
نالہ، برخود غلط شوخي تاشیر آیا

۱۱۵

۶۱۸۱۴

سیر آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا
خفر، مستاق ہے اس دشت کے آذاروں کا
خون پدھر سے لکھا نقش گرفتاروں کا
دل آزردہ پسند، آئندہ رخساروں کا
کاغذِ سرمد ہے جامد ترے بیماروں کا
بجرس قاند، یاں دل ہے گرانباروں کا
رنگ اٹھائے گلستان کے ہواداروں کا
چشمِ امید ہے، روزان تری دیواروں کا
حوالہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا
پھر وہ سوے پن آتا ہے، خدا خیر کرے!
جلوہ مایوس نہیں دل نجراں، عافل
اسد، اے ہرزہ درا، نالہ بخونا پا ہند

دیوانِ غالباً (کامل)

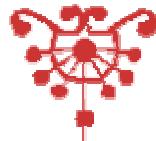
و سعیت بیبِ بجنون تپشی دل مت پوچھ
ہے گرفتاری نیسِ نگ تماشا ہستی
دید حیرت کش، و خوشیدِ حیانِ خیال
خشی ترسا بچر و نازِ شہادت مت پوچھ
اے خوشابا ذوقِ تنبیبِ شہادت کے اسد
مجملِ دشت بہ دوشِ رم خچیر آیا
پر طاؤس سے دل، پاے بہ زخمی آیا
عرضِ شبنم سے، چمن، آئندہ تقدیر آیا
کر گلہ گوشت، پر روانِ پرستی آیا
بلے سکلف پر بجورِ فخرِ مشیر آیا

۶۱۸۱۶

کہ آخر شیشہ ساعت کے کام آیا غبار اپنا
چولغِ لگ سے ڈھونڈھے پھر جن میں شمع خارا پنا
ید، جو ہر آئینہ، ہو جاوے شکار اپنا
ہوا ہے نقشبند آئینہ، سنگِ حزار اپنا
ٹسمنگ میں باندھا تھا عہدِ مستوار اپنا
نیا زگردش پیا نے فریگلا پنا
اسد، ہم وہ بنوں جو لاس، گلائے بیسروپا ہیں م کہے، سرپنجہ مرکان آہو، پشت خار اپنا

۶۱۸۱۷

بکہ جوشِ گری سے زیر وزبر دیرانہ تھا
دارِ ہبِ ضبط یے جا، مستقی سعی سپند
وصل میں بجت سیہ نے مُسبَلَتَانِ گل کیا
شبِ تری تاثیرِ سحرِ شعلہ آواز سے
موسمِ گل میں قُلگلوں حلالِ ککش
انتظارِ جلوہ کاٹل میں ہر شمشادِ باغ
حیرت، پئے نازِ پیدد سے غفت، بنی
کو بوقتِ قتلِ حق آشنائی، اے نکاہ!
جو شی بکینیقی ہے اضطراب آڑا، اسد



۶۱۸۱۴

رات، دل گرمِ جمیال جبلوہ جاناز تھا
شب کر تھی کیفیتِ محفل بسیار روے یار
شب کر باندھا نواب میں آئے کا مقابلے بچلاج
دود کو آج اس کے ماتم میں سیپوشی ہوئی
ساتھ جلسش کے سیک برخاستن سطھ ہو گیا
دیکھ اس کے ساغر سیمین دست پر نگاہ
شکوہ یاراں غبارِ دل میں پہنائ کر دیا
ے اسد، رویا جو دشتِ غم میں ہیں جرت زده

زنگ روے شمع، برقی خرم من پروانہ تھا
ہر نظر میں، دارِ نئے، خالی لب پیانہ تھا
وہ فسون و عده میرے واسطے انسانہ تھا
وہ دلِ سوزاں کوک شمعِ ماتم خانہ تھا
تو کہے، صحراء غبار دامنِ دیوانہ تھا
شانگِ گلِ جاتی تھی مثل شمعِ رُحی پروانہ تھا
خاتب، ایسے گنج کو شایاں بھی ویلانہ نفتا
آنکہ خانز دستیلِ اشک، ہر دیرانہ تھا

دیوانِ غالب (کامل)

پئے تذکرہ کرم، تخفہ ہے شرم نارسانی کا م بخواں غنیمہ صدرِ گ دعوی پا رسانی کا
جہاں مٹ جائے سچی دید، خضر آباد اس ایش بحیبِ برگنہ پہنچا ہے، حاصلِ رہنمائی کا
ہ بخرا آباد وہم مسد عالمیں شوفی ہے تمغافل نہ کر مغور تمسکیں آزمائی ک
زکوٰۃ حسن دے، اے جلوہ سنشیش کہ مہر آسام چڑیخانہ درویش ہو، کام گدائی کا
ز مارا جان کر بے جرم، غافل، تیسری گردان پر م رہا، مانندِ خون بیگنا، حق آشنا نی کا
دہان ہرستہ پیغام بخواہ، ز بخیزیر رسوانی م عدم تک بیوفا، پھر چاہے تیر بیوفانی کا
بھی اک بات ہے جو بیانِ افسوس، اول ہجت گل ہے، م چمن کا جلوہ، باعث ہے، مری ارجیس نوائی کا
ز دے نام کو اتنا طول، غالب، ختم لکھ دے م کھسht سخن ہوں، عرضِ تمہارے جدالی کا

نہ پہاڑ من، تماشا دوست، رسوابے و فانی کا م بیمہر صدقہ نظر ثابت ہے، دعوی پا رسانی کا
ہوں گت، افخی آئینہ، تکلیف نظر بازی بحیبِ آرزو پہنچا ہے، حاصلِ دل رہائی کا
نظر بازی، طلسم و حشت آباد پرستاں ہے رہا بے گانہ، نتا شیر، افسوس آشنا نی کا
ز پایا در مندر دوری پاران یک دل نے سواد خطف پیشانی سے، فخرِ موہیانی کا
تمناے زبان، محوس پاس بے زبانی ہے م مٹا، جس سے، تقاضا شکوہ بیدت و پانی کا
اسدا یہ عز و بے سامانی فرعون تو اُم ہے جسے تو بندگی کہتا ہے، دعوا ہے خدا نی کا

خباں پسند آئینہ ہو وے، بیضہ طوٹی کا
مگر روزِ عجروتی گم ہوا تھا شانہ لیسلی کا
دل اگر کہ تپش، اقصاد ہے پیغامِ تسلی کا
حبابِ بحر کے ہے، آبلوں میں خارہاہی کا
ٹکڑ کو خیال آیا ہو گز نیمار پر سکی کا
تصور نے کیا سماں ہزار آئینہ پندری کا
گراں بچشمہ آئینہ دھوڑے عکس زیگی کا

کرے، اگر حیرتِ نظارہ، طوفانِ کلکتہ گنوئی کا
بروئے قیاس، دستِ شرم، پر مژگانِ آہسوئے
فسانِ تیخ نازک قاتلاں، ننگ جراحت ہے
ہنس گردابِ جز سرگشٹی ہائے طلبِ ہرگز
نیازِ جلوہ ریزی، طاقتِ بائیںِ شکستنِ ها
ذخشیِ فرصتِ یک شبِ نہشان جلوہ خور نے
اسد، تائیرِ صافی ہائے حیرتِ جبلوہ پر در ہو

دیوانِ غالبت (کامل)

چکریا زخم ہائے دل نے پانی تیخِ قاتل کا
تماشائی ہوں، وحدتِ خانہ آئینہ دل کا
بقدیرِ زنگ، یاں گردشی میں ہے پیمانہِ مخل کا
ہوا، ولانگی سے رہروں کی، فرقِ منزل کا
سر اسرا خلق کو شتنیِ جہت یک عرصہ بولال نھا
سر اپر ہن عشقِ دنگزیرِ الفت، ستی م عبادت بر قی کر رہوں، اور افسوسِ حاصل کا
بقدیرِ ظرف ہے، رستاقِ خصارِ شستہ کا یہ بھی م بخود دیاے سئے ہے، تویں تھیا زہ بولال کا
بھھ راہ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں، غالب عصاے خفرِ صورے سخن ہے، خامہ پسیدل کا

کیا کس شوٹ نے ناز از سر تکمیلِ خستن کا؟
نہاں ہے مردک میں، شوقِ رخسارِ فروزان سے
گوازِ دل کو کرتی ہے، کشودِ چشم، شب پیا
نفس در سینہ ہائے ہمگرد رہتا ہے پورستہ
ہوانے ابر سے کی، موسمِ مکمل میں، مند بادی
تکلفِ عافیت ہیا ہے، دلا، بندِ قبادا کر
ہر اشکِ چشم سے یک حلقة غر نیخیر بڑھتا ہے

فرو پیسیدنی ہے فرشت بنم عیشِ گستر کا
خط نظر کی، آئینے میں دی کس نے، آیاں!
گیا جوناہ بہر، والدے برنگ باختہ، آیا
شکستِ گوش گیراں، ہے فلک کو حمالِ گوش
فرول ہوتا ہے ہرم جوشِ خوبیاری، تماشا ہے
خجالِ نرپتِ عیسیٰ گداز تر جینی ہے

دیوانِ غالبت (کامل)

عیادت سے اسدِ میں بیشتر ہیار ہوتا ہوں
سبب ہے تاخنِ ذلیلِ عزیزان، سینہِ خستن کا

عیادت سے زبس ٹوٹا ہے، دل یا ان غمگین کا
صد اپنے کوہ میں حشد آفروں اکھلت اندیش
یچاۓ غنزوگل ہے، بجو، مغاروس، یلان تک
نصب آستین ہے، حامل روے عرقی آگیں
بوقت کعبہ جو یہا ہجبرس کرتا نے ناقسی
تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں نوابِ فرش ہے
اسد، اربابِ فطرت قدر دان لفظ و معنی ہیں

نظر آتا ہے موئے شیشہ، رشتہ سمش بالیں کا
پی سمجھنے یاراں ہو حوال تواب سنگیں کا
کمرفِ خیرہ دامن ہوا ہے خندہ چھیں کا
چنے ہے کھشاں، اخمن سرمه ک خوش پوی کا
ک صحراء فصلِ گل میں رنگ ہے بت خانہ چیز کا
رکھا اپنے نجمر میں پسلو گرم تمکیں کا
سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاقِ تیک کا

ورد اکرم حق سے، دیدارِ حنفی حاصل ہوا
محتب سے تنگ ہے، از لبک کا یمکشان
قیس نے از لبک کی سیر گرد بیانِ نفس
وقتِ شب اُس شمع روکے شغل، آواز پر
خاکِ عاشق، لبکہ مہے فرسودہ پرواہِ منوق
عیوب کا دریافت کرنا ہے ہز مندی، اسد

رشتہ لشیح، تارِ جبارہ منڈل ہوا
رَنْ میں جو انگوڑے نکلا، عقدہ مشکل ہوا
یک دو چیز دامانِ صحراء، پرداہِ محمل ہوا
گوشِ نسریں عارِ حصال، پروازِ محفل ہوا
جارہِ ہر دشت، تارِ دامنِ قتال ہوا
لنفس پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا

رشتہ جاک تیبب دریدہ، صرف قم شش دام کیا
شوخ نے وقت حسن طرازی تکیس سے آرام کیا
تاں نگاہ موزن بنا مینا، رشتہ خبط جام کیا
قاتل تکیس سفع نے یوں خاموشی کا پیغام کیا
ماہ کو، درستیج کو اکبہ، جانے لشیں امام کیا

وچیں صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا
عکسی سرخ افزونتہ تھا تصویر بہ پشت آئندہ
ساقی نے از پیر گر سیاں چاکی موقع بادہ نا ب
مہر بحال نے نامہ نگائی برلب پیک نامہ رسان
شام فراقی یاریں جوشی خیرہ سری سے ہم نے اسد

گرنہ اندوہ شبِ فرقہ بیان ہو جائے گا م ۔ تے تکلف، داع نہ، مہر دہاں ہو جائے گا
زہرو، گرایا ہی شام بھر میں ہوتا ہے اب م پر تو ہمتا ب، سیل خانہاں ہو جائے گا

۔ تو لوں سوتے میں اُس کے پانو کا بوسر، مگر م ایسی بالوں سے وہ کافر بد گماں ہو جائے گا
دل کو تم صرف وفا سمجھے تھا، کیا معلوم تھا م ۔ یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحان ہو جائے گا
سب کے دل میں ہے جگہ تیری؛ ہبتو راضی ہوا م مجھ پہاگویا، اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا.
گر نگاہ و گرم فرماتی رہی تعلیم ضبط م شعلہ خس میں جیسے ہوں، ریگ میں نہاں ہو جائے گا
باع میں مجھ کو نہ لیجا، ورنہ میرے حال پر م ہرگل تر، ایک پیشتم خوفشاں ہو جائے گا
ولے! اگر میرا نزا انصاف عخشہ میں ہنقو م اپ تلک تو یہ تو قتھ ہے کہ وال ہو جائے گا
گروہ مست نازدیوے گاصلہ عیسیہ میں حال خاکل، ہر دہاں گل، زبان ہو جائے گا
گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو بال شیشے کا دارگ سنگ ہمال ہو جائے گا
فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانہ ہے، اسد م دوستی ناداں کی ہے، بھی کا زیان ہو جائے گا

جابے سے بصد بالید فی سا غرہ نہیں ہوتا
کرتا چبارہ رہ رشمہ گو، ہر کہیں ہوتا
کہ کم از سرمه اُس کا مختی خاکسترنہیں ہوتا
پہ از چاک گریاں، لکھاں کا در، نہیں ہوتا
لب غشک صوف آب گھر سے تر نہیں ہوتا
ک جس کے در پہ غنچہ غشک قفل زر نہیں ہوتا
صوف بن قطرہ کیساں، اسد، گوہر نہیں ہوتا

تنک ظافوں کا رتبہ بہسد سے برتر نہیں ہوتا
عج، اے آبلہ پایانِ صدرے نظر بازی
خوشاب عجہ کے عاشق جل بکھے جوں شعلہ خامش
تماشا لگل گھشن ہے مفتِ سنجیبی ہا
ند کچشم حصولِ نقہ، صحبت ہاں مسک سے
ند بکھا کوئی نہیں نے آشیاں بیل کا گھشن میں
صفاکتِ محج ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا

#

ماہ پر، بالا صفت، حلقة، مژاک چڑھا
صورتِ اشک بہ مژگاں رگ تاک چڑھا
مئے کشیدن سے مجھ لشته تریاک چڑھا
تحایہ کم وزن کر ہم سنگ کفناک چڑھا
حضرتِ زلفیں جوں شانہ، دل پاک چڑھا

وہ فلک رتبہ کہ بر تو من چلاک چڑھا
نشہ نہ کے اُتر جانے کے غم سے انگور
بوسے لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال
میں جو گروں کو بہ میزانِ طبیعت تو لا
اے اسد، واشدنِ عقدہ خم گھر چاہے

جو اشک گرا خاک میں ہے آبلہ پا
جو خط ہے کف پا پہ، سو یہ سلسلہ پا
توک سرِ مژگاں سے رقم ہو جملہ پا
تجھ اللہ لب ہو نہ سکا آبلہ پا
تجھ اللہ لب ہے جسد میں آبلہ پا

ہے تنگ نِ واماندہ گشدن، ہو صدہ پا
سر مندرل ہستی سے ہے احوال طلب لدر
دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کر آخد
آیا نہ بیانِ طلب گام زبان تک
فریاد سے پیدا ہے، اسد، گرم و دشت

شب کر ذوقِ گفتگو سے تیری دل میتاب تھا
شوخی و حست سے افناز فسونِ خواب تھا
شب کر برقِ سورِ دل سے زہرہ ابر آپ تھا م شعلہ جوال، ہر کیک حلہ گرداب، تھا
واں کرم کو عذر بارش تھا عنانِ گیر خدا م گریے سے یاں، فنبہ بالش رکنِ سیلاں تھا
لے زین سے آسانِ نک فرش قبیل، بے تابیاں شوخی بارش سے، مہ، فوارہ، سیماں تھا
واں بجوم نغمہ بے سازِ عشت تھا، اسد ناخنِ غم، یاں سریزِ لفس، مضراب تھا

جو ان غالب (کامل)

واں خود آرائی کو تھا موقی پر ورنے کا تھا م یاں جوں اشک میں تار بگنا بیاب تھا
چلوہ گل نے کیا تھا واں چڑاگاں، آج بھو م یاں روں مژگانِ چشم ترے خونِ نایاب تھا
یاں سر پر مشور، یہ قلبی سے تھا دیوار بھو م واں وہ فرقی ناز، بھو باشی کھو بیاب تھا
یاں لش کرتا تھا روش شش بزم بخودی م جلوہ گل، واں بساطِ محبت احباب تھا
فرش سے تاعرش، واں طوفاں تھا موج گک کا م یاں نہیں سے آسانِ نک، سوچن کا باب تھا
نیگاں اس بنگ سے خونا پہ پکانے لکا م دل کہ ذوقِ کاوش ناخن سے لذت یاب تھا

نازِ دل میں، شب، اندازِ اثر نایاب تھا م تھا سپند بزم وصلِ غیر، گو بیتاب تھا
دیکھتے ہم بچشمِ خود وہ طوفانِ بلا آسانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاں تھا
موہن سے پیدا ہوئے، پیراہنِ دریا میں، خار گریہ، وعشت بے قرارِ مبلوہ، ہمتا بیاب تھا
بوشِ تکلیفِ تشا شا، محشرستانِ نکاح فتنہ، خوابیہ کو آئیئے مشت آپ تھا
لے خرمت کہیں، پیدا درخود مبنی سے پوچھ قلنامِ ذوقِ نظمی آئئے پایا بیاب تھا
بے دلی ہائے اسد، افسرگی آہنگ تر یادِ ایامے کر ذوقِ محبت احباب تھا
متفہمِ سیلاں سے، دل کیا لشاط آہنگ ہے؟ م نمازِ عاشق، مگر، سازِ صدائے آپ تھا
نازشِ ایامِ خاکسترِ شینی کیا کہوں؟ م پہلوے انلیش، وقتِ بسترِ سنجاب تھا
پچھوڑ کی پہنی جنونِ نار سانے، وہ نہ یاں م ذرہ ذرہ، روشنِ خُسر شیدِ عالم تاب تھا
آج بیوں پروانہیں اپنے اسیروں کی تھے؟ م کل تک بیڑا بھی دل، ہبھ و وفا کا باب تھا
یاد کر وہ دن کہ ہر کیک حلہ تیرے دام کا م انتظارِ صید میں اک دیدہ بے خواب تھا
میں نے روکاروت غالب کو و گرنے دیکھتے م اُس کی سیلِ گریمیں، گردوں کفِ سیلاں تھا

باریک قافلہ آبلہ منزل باندھا
جادہ پر، زیور صد آنکھ سے منزل باندھا
پارے صدموچ، بہ طوف ان کردہ دل باندھا
یک عرق آنکھ، بر جھہ سالیں باندھا
درست موسمی بہرے دعوی باطل باندھا
نامہ شوق، بسال پر بسل باندھا
خلوت نازہ پر پسیرایہ بخصل باندھا
کوچھ مون کو تمیازہ ساحل باندھا
سانہ پر رشتہ، پر نغمہ بیکل باندھا

شب اخڑ، قدیم عیش نے محصل باندھا
سبجہ و اساندگی شوق، و تماشا متھور
ضبط کریہ، گھر آبلہ لایا آخر
جیف الے تنگ تمنا، کہ پر عرض حیا
حسن آشفلی جلوہ، پر عرض اعجاز
پیش آئٹ، پر دانہ تمنا لائی
دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے
نا امیدی نے، بہ تقیریبِ مضامینِ خمار
مطلب دل نے مرتے تا نفس سے، غائب

ہمہ نامہ جو بوسے مگن پیام رہا
بس ان اشک، اگر فرار پیش دام رہا
ہوا نہ بھسے بجز درد، حساسی عسیاد

ولے ہنوز خیاب وصال خام رہا
پر زلف یار کا افسانہ ناتمام رہا
کر شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا
خیاب زلف و ریخ دوست بیج و شام رہا

دل و جگر لف فرق سے جل کے خاک ہوئے
شکست رنگ کی لائی سو، شبِ شبنیل
دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا خدا؟
نہ پوچھو حال شب و روز بھر کا، غالب

ہالہ دود شتعلہ جو الہ مہ ہو گیا
ہالہ دیگر پر گرد ہالہ مہ ہو گیا
پارہ چاک کتاب، پر کالہ مہ ہو گیا
دراعِ مہ، جوشِ چین سے لالہ مہ ہو گیا

خطِ جورخ پر جانشین ہالہ مہ ہو گیا
حلقِ گیسو کھلا دورِ خطِ خسار پر
شِ کمرت دیدنِ مہتابِ تھواہِ جامنے یہ
شبِ کروہ گل باغِ نبیں تھا جلوہ فوار اے اسد

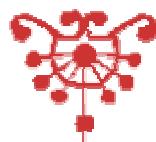
آغوشِ نقشِ پامیں کیجے فشارِ صحرا
پیمانہ ہوا ہے، مشتِ غبارِ صحرا

یک گام بخودی سے لوگیں بہارِ صحرا
وحشت اگر رساہے، ابے حاصلی ادا ہے

دیوانِ غالب (کامل)

اے توہِ چشم وحشت، اے یادگارِ صحرا
موچِ سرابِ صحرا، عرضِ تھابِ صحرا
تمثالِ شوق بے یاک، صبارِ چاہِ صحرا
سرمی ہوا گلشن، دل میں غبارِ صحرا

اے آبدے، کرم کرایاں رنج یک قدم کر
دل در کابِ صحرا، خسانہ خسابِ صحرا
ہرزدہ یک دل پاک، آئینہ خانہ بے خاک
دیوانگی اسد کی مرت کش طرب ہے



۶۱۸۱۴

بس کے عاجز نارسانی سے کبوتر ہو گیا
صورتِ دیبا پش سے میر کمال نقشبندی
بلکہ آئندہ نے پایا کرمی رخ سے گداز
شعبد رحصار، تحرستِ تری رفتار کے
بلکہ وقتِ گرینے نکلا تیرہ کاری کا غبار
دامنِ آورہ عصیان گریاں تر ہو گیا
حیرتِ انداز رہ بہرے عنالِ گیرے اسد
صفحہ نامہ، غلافِ بالش پر ہو گیا
خابر پسراہن، رگ بستر کو نشر ہو گیا
دامنِ تمثال، مثل برگِ گل، تر ہو گیا
خابرِ سچو آئندہ، آتشِ میں جو ہر ہو گیا
دامنِ آورہ عصیان گریاں تر ہو گیا
نقش پاٹے خضرایاں، سیدِ سکندر ہو گیا

۶۱۸۱۴

دلِ مرا سوز بہباد سے بے محابِ جمل گیا مہشیں ناموش کے مانند، گویا جمل گیا

دیوان غالب (کامل)

دل میں ذوق وصل دیا ریارتک باقی نہیں م آگ اس گھر میں بھی ایسی کرو تھا جل گیا
 میں عدم سے بھی پرستے ہوں اور نہ غافل، بارہا م میری آہ آتشیں سے بال غصہ جل گیا
 عرض کیجئے جوہر اندریش کی گرمی کھاں م کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کمر جل گیا
 دل نہیں بھٹھ کو دھلتا، ورنہ، داغوں کی لہاد م اس چڑاغاں کا، کروں کیا، کار فما جل گیا
 بسکے ذوق آتش گل سے سراپا بل گیا
 پنچھلی، پر فشاں پرواہ آس، جبل گیا
 شعلہ بوجب ہو گھر گرم تشا شا، جبل گیا
 دل کجا افسوس گرمی ہانے صحت، اے خیال
 میں ہوں اور افسردگی کی آرزو، غالب، کرول م دیکھ کر طرز پناک اپنی دنیا، جل گیا

۱۸۱۴

جان زخمیں، آخر، ہوئی زبان پسیدا
 کرے ہے خاشنی احوالی بیرون پسیدا
 نعاصیاہ سے ہے گرد کاریاں پسیدا
 وگر نہ ہے خم تسلیم سے کھاں پسیدا
 زیل سے ہوتے ہیں، صدر داں آسمان پسیدا
 جگر سے ٹوٹے ہوئے ہوگی، بھے ہضام پسیدا
 بسان سبزہ رگ غولب سہے نہیں ایجاد
 صفا در شوخی و ازانِ سن پا پہ رکاب
 نہیں بھت آہ کو ایسا سے تیسرے باریدن
 نسبت تیرہ، بلا گردش آفریں ہے، اسد

بدیم چند گرفتار غم چند رہا
 کوچھ یا رجو بھسے قدم چند رہا
 لا جرم، توڑ کے، عاجز، قلم چند رہا
 زیر بار غم دام و درم چند رہا
 پل پر ستند رہے ضم چند رہا

دل بیبا، کہ سیندیں دم چند رہا
 زندگی کے ہوئے ناگر نفس چند نام
 لکھ سکایں نہ آسے شکر پیاں شکنی
 الفت زر ہمہ نقصالا ہے کہ آخر قاری
 عمر بھر ہوش نیک جا ہوئے میرے کہا اسد

رگ بالیدہ گردن ہے موچ بادہ در مينا
 بھاوسنبلستان جلوہ گرہے آک سوے در بیا
 نقاب یار ہے از بردہ ہائے چشم نایما
 تھل پیشہ تیکین رہیے آئندہ آسا
 اسد، طبع میں سے گر نکالوں شعر بر جستہ
 شر، ہو قطہ خون فسردہ در رگ خارا

ہناں کیفیت میں ہے سامانِ حجاب اُس کا
 اگر اُس شدر روکو دوں پیامِ مجلس افزوزی
 عیاں کیفیت میخانے ہے جوے گلستان میں
 کروں گا اشکبائے واچیدہ سے حساب اُس کا
 اسد کے داسطِ رنگے بر وے کار ہو پیدا
 غبار، آدارہ سرگشتہ ہے، یابوتراپ، اُس کا

۶۱۸۱۴

عکسِ چشم آہوے رمحور ده ہے، داغِ شرب
غافلان، عکسِ سوا دُلخہ ہے، اگر دُكتاب
ہے رُک یا قوت، عکسِ خط جامِ آفتاب
وقتِ شب اختر گنے ہے چشم بیدا بر رکاب

بس کہ ہے میخانہ ویال، بجول بیابانِ خراب
تیرگی طاہری، ہے طبعِ ہرگز کاشٹاں
یک نگاہ صاف، صد آئینہ تاشید ہے
ہے عرقِ افشاں مشی ہے، ادھم مشکین بار

۶۱۸۱۵

اڑے دنگ بگل ماور آئینہ دیوا د ہو پیدا
ک خط سبز تا پشت اب سووار ہو پیدا
بجائے زخم، بھی بر گوشہ دستار ہو پیدا
رُک ہر سنگ سے بغض دل بیمار ہو پیدا
اگرا برسی مدت از سوے کھسار ہو پیدا
کتاب ہے ک بعد از زاری لبیا ر ہو پیدا

سحرگر باغ میں وہ حیرتِ گلزار سو پیدا
بتاں، زہرا ب اس شدت سے دوپکانِ ناک کو
لے گر سنگ سر پر، یار کے دستِ نگاریں سے
کروں گر عرضِ شنگی کھسار اپنی بیتاں
پہ سنگِ شیشہ توڑوں، ساقیا، پیانِ کپیاں
اسد، مایوس مت ہو، گرچہ روئیں اثر کم ہے

۶۱۸۱۶

ک طوفی قری از هر حلقة زخمیں ہے پیدا
چس با میثہسا، از رُم چخیں ہے پیدا
ک در حسرِ محاس با میله موچ تیر ہے پیدا
لطفات ہے جوشِ حسن کا برشیر ہے پیدا
بھاڑ بے خزان مانہ آوے نما نیز ہے پیدا
جراحت ہائے دل سے باخوبی مشیر ہے پیدا

کر فارغ میں، فرمائی خطِ تقدیر ہے پیدا
زین کو صفوِ گلشن بنایا خون پکانی نے
سکر وہ شوخ ہے طوفان طرازِ شوق خوزنی
نهیں ہے کفت لب ناک پی فرط نشستے سے
عوچ نامیدی، پشمندِ خم چسخ کیا جانے؟
اسد، جس شوہر سے درست پیش فدا ہوں لذتیں

آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست
 اے دلِ نا عاقبت اندریش، خبط شوق کر م کون لا سکتا ہے تاب جلوہ دیدارِ دوست
 خانہ و بیال سازی چیرت تاشا کیجیے م صورتِ لفتشِ قدم، ہوں رُنگہ رفتارِ دوست
 عشق میں بیدارِ شکِ غیرے سارا مجھے م کشته دشمن ہوں آخر کو گرچھ تھا میا رِ دوست
 پیغمبَرِ ماروشن اک اس بیدارِ کادلِ شاد ہے م دیده پرخواں ہمارا سائزِ سرشارِ دوست
 غیرے یوں کرتا ہے میری پرشن اس کے ہم میں م بن تکف دوست ہو جیئے کوئی، تکھوارِ دوست
 تاک میں جانوں کر ہے اس کی رسائی و انگل م مجھ کو دیتا ہے پیام و عله دیدارِ دوست
 جب کئی کرتا ہوں اپنا نسلکوہ ضعفِ دماغ م سر کر کے یہ وہ حدیثِ زلفِ عہدبارِ دوست
 پیکچکے بھکو رو ت ریکھ پاتا ہے اگر م ہنس کے، کرتا ہے بیانِ تشویحِ احتارِ دوست
 ہر بانیہ سے دشمن کی شکایت کیجیے م یا بیال کجیے سپاسِ لذت آزادِ دوست

پے بہاراں میں خزانِ حائل، خیالِ عنديب
 عشق کو ہر رنگ کشانِ حسن، مہرِ نظر
 چیرتِ حسن چن پیرا سے تیرے، رنگِ گل
 عمر میری ہو گئی صرف بہارِ حسن یا ر
 شمعِ مت کر حسن کی، ہم کو پرشن سے کر ہے
 ہے مگر مو قوف بر وقت دگر کا راست

یک دست جہاں مجھ سے پھر لایے، مگر انگشت
انگشتی سے مجھے تیر کے مانند، ہر انگشت
دیکھا ہے کسو کا جو خالیتہ سر انگشت
ہر شمع، شہادت کو ہے یاں سر اسرا انگشت
بیوں ماہی بے آب انتہی ہے ہر انگشت
رازِ دلِ صد پارہ کیا ہے پردہ در انگشت
آئی بھیں بیخے میں اس کے نظر انگشت
اسوس! کہ دیداں کا کیس ارزق نلکتا م تار کو نہ سکے اکونی مر جن، پر انگشت
کافی ہے نشانی، ترا پھلے کا نہ دیتا م جن لوگوں کی، تھی در خوب عقد گہر انگشت
کھتنا ہوں، اسد، سوزش دل سے سخنِ گرم م خالی مجھے دکھلا کے، بوقتِ سفر، انگشت

دو دشمن کشتے گل، بزمِ سامانی عبث
ہے، ہوس، محل بدششِ شوخي ساتی مست
باز ماندہ نہ سے بڑگال اپے یک آغوشِ در داع
جز عبار کر دہ سیر، آہنگی پرواز کو؟
سرنوشتِ خلقی، ہے طغےِ عجزِ اختیار

۶۱۸۱۴

مکشن میں بندوبست برنگ دکھ رہے آج
قری کا طوق، حلقة یروں در ہے آج
آتا ہے ایک پارہ دل ہر فنا کے ساتھ م
تارِ نفس، کمنہ شکارِ اثر ہے آج
اے عالمیت، کنارہ کر، اے انتظام، پل م
سیلاں گریب، در پی دلوار و در ہے آج
عمر زدی تپش ہوئی، افراطِ انتظار
چشمِ کشوہ، حلقہ یروں در ہے آج
ہر رشتہ چاک بجیب کا، تار نظر ہے آج
نورِ چڑائی بزم سے جوش سحر ہے آج
پیراہنِ خسک میں عنبا پشہ ہے آج
دو دھڑائی خانہ، غبار سفر ہے آج
مرعِ خیال، بلبل بے بال و پر ہے آج

۶۱۸۱۵

زگ بے سنگِ حک، دعویٰ مینائی عبث
پاسبانیٰ طلبِ مگن تھنا ٹی عبث
دھویٰ دریا کشی و نش، پیاسائی عبث
دل کو، اے بیدار خو، تسلیمِ خارائی عبث
بھرا زخود رنگکاں، رنگ خود آرائی عبث
بن گیا تعلیم سے میری، یہ سودائی عبث
عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

نازِ لطفِ عشق، باوصفِ تو نائی، عبث
ناخنِ دخلی عنبرِ زماں، ایک قلم ہے نقبِ زن
عملِ پیامِ فرست ہے بر دوشِ تجہاب
جانِ عاشقِ حاملِ صدِ غلبہ تاثیر ہے
کپک نگاہِ گرم ہے، جوں شمع، سترتا پاگداں
قیسِ بھاگا شہر سے ہٹر منہ ہو کر ہوئے دشت
اے اسد، بیجا ہے ناپر، سجدہ بھروسی بیساز

رُفتار نہیں بیشتر از لغزش پا یا یعنی
ہستی نہیں جز بتن پیمان رفا پر یعنی
نظرارکتیت، چنستان بقا یعنی
فرصت پیش، و حوصلہ لشونا یعنی

قطع سفر، سنتی و آرام فنا یعنی
بیرت، همس اسلام، په مجبور خوشی
تمثال گداز آنکہ، ہے عبرت بیش
گلزار دمیدن، شر رستان رمیدن

دیوان غالب (کامل)

ہستی میں نہیں شوخی ایجاد صدا یعنی
سامان دعا واشت، تو تائیر رعا یعنی
”عالم ہمسہ انسانہ مادار و ما یعنی“

آنگ عدم نامہ بہمسار کرو ہے
کس بات پر مفروض ہے، اے عجز تمنا؟
آنگ اسد میں نہیں جس نفعہ بیدل

دیوان غالب (کامل)

حبت شنبہ سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج
طفل شوخ غچہ گل، بکھر ہے دشمن زار
پیشہ مستیار سے، ہے گردان مینا پر باج
قهرمان عشق میں، حسرت سے یتیہ بیس خراج
خرقه ہستی سکالا ہے برگ بادتیاج
حسرت فرصت جہاں دیکھ بھیرت کو رد اج
چنجہ بڑگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج

جنیش ہر برگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج
شاخ گل جنہش میں ہے، گوارہ آسما ہر نفس
سیرہ لکب حسن کر، میخانہ ہا تندر محصار
گریہ ہاے بیدلاں، گنج شر در آستین
رنگریزہ جسم وجہ نے اذنمستان عدم
ہے سواد چشم قربانی میں یک عالم مقیم
اے اسد، ہے مستعینہ شانہ لگیسو شدن

۶۱۸۱۴

بُول بُولے نجفے ایک نفسِ آرمیدہ کھنچ
درد طلب بآبلہ نار میدہ کھنچ
پانے نظر بہ دامن سوّق رویدہ کھنچ
اے خارِ دشت، دامن شوقِ رمیدہ کھنچ
یک داغِ حرمت نفسِ ناکشیدہ کھنچ
فرش طرب پگلشن نا آفسریدہ کھنچ
ساعز ببار گاہ دماغِ رسیدہ کھنچ

بیدل نہ نازِ دشت جیب دیں کھنچ
یک مشت خوں ہے، پر تو خور سے، تماہِ دشت
پیچیدگی، ہے حمالِ طومارِ انفار
برقِ بھار سے ہوں میں پار جسنا ہنوز
یخود پہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے، چشمِ صید
بزمِ نظر ہیں بیضہ طاؤسیں خلوت اس
دریا بابا طا دعوتِ سیلاں ہے، اسد

۶۱۸۱۵

تو پت فطرت اور خیالِ بلا بلند اے طفلِ خود معاملہ، تدہ سے عصماً بلند

۱۳۴

ہیں رفیقانہ ہم دستِ قلگر سیاں گل و صبح
جامہ زیبیوں کے سدا ہیں، تر دیاں گل و صبح
ہیں دنایاں سحرگاہ سے خواہاں گل و صبح
اسکر ہیں بے خود دوار فتر و ہیراں گل و صبح
غفلت آرائیاں پہیں خندان گل و صبح

دعویٰ عشق بتاں سے بگلتاں گل و صبح
ساقیِ بھی رنگ سے اور آئمنہ زانو سے
وصلِ آینہِ رخاں، ہم نفسِ یک دیگر
آئمنہ خسانہ ہے گون چمن تاں یکسر
زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند، اسد

ہوئی ہے، بخوبی پا، بختت زبان فریاد
ز دست مشت پرو خار آشیان فریاد
برنگت نے ہے نہاں درپر استغوا فریاد

پکام دل کریں، کس طرح مگر ماہی، فریاد
کھال بندگی مکمل ہے رہن آزادی
نو اڑ نفنس آشنا کہاں؟ ورنہ

رگ گردن، خط پیاڑ بے مل تا چند!
موغشہ اشنیں ریشمہ سبل تا چند!
عینک حشم جنون، طفے کاکل تا چند?
بہ زبان عرض فضون ہوس گل تا چند?
سشع دگل تا کے؟ و پرانہ وبل تا چند?
شریز برند غلیہاے عمل تا چند?
عرض صرت، پس زانوے تائل تا چند?
تا کسی، آئینہ ناز تو گل تا چند?
مشکل آسان کن یک حل، تغافل تا چند?

حضرت دستگرد پاے تحمل تا چند?
ہے گلم سیہ بخت پریشان، کاکل
کو کب بخت هجستر روزن پر گدو دنیں
چشمک بے خون دل، د ول تھی از جوش نگاہ
ہزم داغ طرب، د باغ کشاہ پر زنگ
تال داہم ہو کی، د ورد اسیہری معلوم
جو ہر آئینہ فنکر سمن سوی د باغ
سادگی ہے عدم قدرت ایجاد غنا
اسد غستہ، گرفتار دو عالم او ہام

ہوئی ہے محبت قسمیں استھان فریاد
جهان والی جہاں سے بہاں جہاں فریاد
ز دست شیشہ دیہاے دوستان فریاد
خدا کے داسطے، اے شاہ بکیساں فریاد

تغافل آئنہ داہم خوشی دل ہے
ہلاک بینیسری، لفسمہ د بود و عدم
جواب سنگ دل ہائے دشمناں، ہمت
ہزار آفت ویک، بہان بے نوایے اسد

شیشہ آتشیں، رنگ پر نور
بکھر ہوں بعید مرگ بھی بخراں
بار لائی ہے دانہ ہے سر شک
ظلم کرنا گدایے عاشق پر
دوستو، مجھ ستم رسیدہ سے
زندگانی پا اعتماد غلط
یکجھ، بیوں اشک، اور قطوزتی

عمر ق از خط چیدہ، روشن مور
مرد مک سے ہے خال بر بُور
پڑھ، ہے رشیم، رنگ انگور
نہیں شاہن حسن کا دستور
دشمنی ہے، وصال کا مسد کور
ہے کہاں قیصر اور کہاں فتحور
اے اسد، ہے ہنوز دلی دور

۶۱۸۱۴

فنون کیک دلی ہے لذت بیدار دشمن پر
مکلف، خار خاب المساں بے قدری ہے
یہ کیا وحشت ہے اے دلیلے پی ازگ واپلا
جنوں کی دستیگری کس سے ہو اگر ہونہ عسریاں؟

کو جھ برق، بیوں پروانہ، بال افسال پے غمین پر
کہ رشیم باندھتا ہے پیر من انگشت سوزن پر
رکھی ہے جا بنائے خانہ زخمی شیوں پر
گریاں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر

۶۱۸۱۵

ہمیش، بسی ضبط جنوں، نوبہار تر
قاںل ہے غزم ناز، ودل از زخم در گداز
ہے کسوٹ عوج لفنا فل، کھال حسن
سی خرام، کاوشن ایجاد حسلوہ ہے
ہسپر بگرد باد، حلقت فراک بخودی
اے چرخ، خاک برسی تعمیر کائنات
سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصان کو فائدہ
آئینہ داع حسیرت اور حیرت علیماں

دل، در گداز نالہ، نگاہ آبیار تر
شمشیر آبلار، دنگنگ آب دار تر
چشم سیہ، بمبرگ نگر، سوگوار تر
ہوش پھیلن عرق، آئینہ کار تر
محبوں دشت عشق، خیتر شکار تر
لیکن بنائے ہبہ وفا اسٹوار تر
جتنا کرنا امید تر، امید دوار تر
سیماں بیقدار، واسد قیدار تر

۶۱۸۱۴

ہر دانہ اٹک کو گھس کر
افناہ زلف پار سر کر
یہ شام غم آپ پر سحر کر
اے جو سے، سی بیشتر کر
اے بے خبری، اسے بخوبی
اے غمزدہ، قصہ مخفی کر
دنیاں کا خیال، چشم ترا کر
آتی نہیں نیند، اے شب تار
اے دل، بخیاب عارض یار
ہر ہندہ امیدِ دور تر ہو
میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی
افناہ، اسد، بایں درازی

۶۱۸۱۴

صفاء حیرت آئینہ، بے سامان زنگ آخر م تیز آب برجاماندہ کا، پانچ پر زنگ آخر
زکی سامان عیش وجاه نے تدبیر و خشت کی م ہوا جام زمر دھبی، بھے، داع پنگ آخر
لیا آئینے نے جرز پر طوطی بچگ، آخر
ہوا مر، کثرت سریاہ اندر کی زنگ آخر
ہوا ناسور چشم تعزیت، زخم خدیگ، آخر
ہوئی قطہ فشانی ہے کہ بالاں سنگ آخر
ہیں ہے فتح سے خالی، خیدہ بائی چنگ آخر
لیز خیز، نیل چشم زخم صافی عارض
ہلال اسکا لاتی رہ، گرستادہ بے دلچاہے
تڑپ کر گیا وہ صیید بال افشا کو مضر نہ
لکھی یاروں کی بدعت نے مبتکان کی پامالی
اسد بیری میں بھی آہنگِ شوق یار قائم ہے

۱۸۱۶

لے گا مڑوفا ہے ہوائے چمن ہنوز
وہ سبزہ سنگ پر نہ اگا، کوچک، ہنوز
فارغ بھئے نہ جان، اک مانندِ صبح وہ سر م
ہے داعی غشی ازیتِ جیبِ کھن ہنوز
ہے ناز مظلسان زیرِ از دستِ رفتہ پر م
ہوں گل فروشن شوخی داعی کہن ہنوز
ئے خانہ جگر بیس پہاں خاک بھی بیس م
خیاڑہ کھینچی ہے بست یہ دارفون ہنوز
یاری پا، درد صدی یہ کس کی نمکاہ کا؟
ہے ربِ شک، داری سوادِ ختن ہنوز

۱۸۱۷

ہے کفِ مشاطی میں آئنہِ گل ہنوز
حیرتِ آئینہ ہے جیبِ تامل ہنوز
مانگ ہے شمشاد سے شاشِ سبل ہنوز
شیلی استاد ہے ساعر بے مل ہنوز
شاخِ گلِ نعمہ ہے، نازِ بیبل ہنوز
شیشہ بے بادہ سے چاہے ہے قاچل ہنوز

حسنِ خود آرا کوہے مشقِ تف فل ہنوز
سارِ گیاک خیال، شوخیِ صدرِ گل نقش
садہ و پرکار تر، غاذی و پرشاپا تر
ساقی ر تعلیمِ رنچ، حضن و تمکیرِ گلاں
شغل ہو سس در نظر، ایک جیا بے خبر
دل کی صدائے نکست ساز طرب ہے، اسد

۱۸۱۸

پنچ میں دلِ تنگ ہے، حوصلہِ گل، ہنوز
ہے مرہ خوابناک ریشہِ سبن ہنوز
ہے تہ بال پری بیصہِ بلبل ہنوز
دام تیر سبزہ ہے، حلقة کا کل، ہنوز
جو ہر افانہ ب عرضِ بخشش ہنوز
شش جہت اسباب ہے قمِ نوکل ہنوز

چاک بگریساں کر ہے ربطِ تامل ہنوز
دل میں ہے، سوادِ زلف، متِ تفافل ہنوز
پرورشی نالہ ہے وحشتِ پرواز سے
عشق کھیں گاہ درد، وحشتِ دل، دور گرد
لذتِ تقدیرِ عشق اپر دگی گوشی دل
آئنہِ امتحان، تذریعِ تفافل، اس

زخم جسکر بے تشنہ اب دو ختن ہنوز
کشت پند صد بجگر اندر ختن ہنوز
در پردہ ہے معاصلہ سو ختن ہنوز
ہے شمع جادہ ادا غینیفر و ختن ہنوز
بزم طربہ ہے پردگی سو ختن ہنوز

میں ہوں سرابیک تپش آخوندن ہنوز
اے شعلہ، فصتے کوشیداے دل سے ہوں
فالوسِ شمع ہے کفنِ کشتکان شوق
محنوں، فسونِ شعلہ خرامی فناز ہے
کوئیک شر بجکر سازِ پسرا عمال کروں، اسد

تب سے ہے یاں دہن پار کا منڈکوڑ ہنوز
سرہزہ ہے نوک زبان دہن گور ہنوز
صد بختی کدہ ہے صرف جبین غربت

نبند صاحبا بعدم نقش دل سور ہنوز

۱۳۲

جملوہ باغ ہے در پردہ نا سو مر ہنوز
ہاتھ آیا نہیں یک دانہ انچور ہنوز
سنگوشیں نواب ہے وہ نگس محور ہنوز
نظر آتی نہیں صحیح شبِ تکور ہنوز

زخم دل میں بے نہایت پنج، پیکانِ نکار
پاپر از آبلہ راو طلب سے میں ہوا
حکل کھل، پنج پکلنے لگے اور صحیح ہوئی
اے اسد، تیرگی بنت سیہ ظاہر ہے

زیبر پاپے رشتهِ حجت الوطن ہنوز
بسیرون دل نر تھی تپش آنچن ہنوز
سو زن میں تھا ہفتہ گل پیسہ ہن ہنوز

جوں جادہ، سر پر کوئے تمنائے بیدی
میں دور گرد قسم برساطِ نگاہ تھا
تحا مجھ کو تار خوار جنون وفا اسد

۶۱۸۱۶

کو بیا بن تنا و کجا جو لان عجزت
ہو قبول کم نکھلای، تختے ایں نیاز
بوس کپا، انتخاب بدگشانی ہائے سسن
حسن کو پنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز
اضطراب نارسانی، مسایہ شرمندگی
وہ جہاں مسند نشین بارگاہ ناز ہو
بکھے بے پایاں ہے صحراء محبت، اے اسد

۶۱۸۱۶

وقتِ عصرِ ضعف عقدہ ہائے متصل تاریخ
باندھتا ہے رنگِ گل، آئینہ تاچاکِ قفس
ہے پھر اے تجیر، خشم قدر بانی ہجر س
ہے رُگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ، خارو خس
تیغ تابِ جادہ ہے یال جو، هر تیغِ عَسْس
ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہجوس

حاصلِ دستگی ہے عسرِ کوتہ اور بس
کیوں نہ طویلی طبیعت نفس پیرانی کرے
اے ادا ہمال، مدلہ ہے تیغی فرستہ خول
تیز تر ہوتا ہے خشمِ تنڈ خوبالِ عجز سے
سختی را ہ محبت، منعِ دخلِ غیر ہے
اے اسد، ہم خود ایسِ رنگِ وبوے باع ہیں

۶۱۸۱۶

دشتِ افت میں ہے خاکِ کشتگانِ جھوں و بس
تیغ تابِ جادہ، ہے خطِ کتفِ افسوس و بس

۱۲۳

یہم زنگہیاے مشع مغلی خوبیاں سے ہے
ہے تقویں انہلا اسرد مایا صدھستاں
کفر ہے، غیر از د فری شوق، رہبڑ ڈھونڈھننا
یک جہاں گل، تختت مشرق ٹھکنن ہے اسد

۱۸۱۴

بہ اندازِ بھنا، ہے روشنی دستی پنچار آتش
کرے ہے ننگ پر اخشدید، آب پر بہ کار آتش
نکال کب، نہال شمع ابے چم شتر آتش
سکافے خانہ آئینہ میں، روپِ بخار آتش
ذبح کے پاسے نکالے گر نہ خار، آتش
اگر کھنی نہ کاستر نشینی کاغبار آتش
بسال شعلہ اپے تاب ہے پروانہ زار آتش
بل احمد ان بے پروا، خدا یہاں کے یار، آتش
اسد، یہاں پر ستوں سے اگر ہو دے دوچار آتش

ہوئی ہے لبکھِ حرفِ مشقِ نیکین بہار، آتش
مشر، ہے رنگ، بعد انہا تاب جبلوہ نیکیں
گلزارِ سوم ہے انسونِ رب طی پیکر آلاتی
نے لیوے گر خس جو ہر طراوت، سبزہ خط سے م
فروعِ حسن سے ہوتی ہے جملہ مسلکی عاشق م
خیالِ در رخوا، سر جوش سوداے غلط فحی
ہولے پر فشانی، بر قی خرس ہلے خاطر ہے
نہیں، بر قی و شر، بجز و دشت، دغبڑ پیدہ
دو بیوں سے آگ کر، اک ابر دریا با رہو پیدا

۱۸۱۵

زنگ ز نظرِ رفتہ، خنائے کفے انوس
ہے باش دل سو خسچاں میں پر طاؤس
خور، قدرہ شہزادی ہے، جوں شمع بفانوس
اے نامہ سماں، نامہ رسا چاہیے جاموس
ہوں فاک نشیں از پے ادرک قد بوس

کرتا ہے، بیار دتِ رنجیں، دلِ مایوس
خاخواب میں کیا جلوہ پرستا رہ لیخا؟
چیرتست ترے جملہ کی، اذلکہ ہی بے کار
دریافتِ محبتِ اعمیار غرض ہے
ہے مشق، اسد، دستگیر و مل کی منظور

جادہ رہ خور کو وقت شام ہے تا بِ شعاع
شمع سے ہے، بزم، انگشت تجیر در دہن
شعلہ آوازِ خوبی پر بہنکام سماں
بکھے وہ قبلہ آئیتہ محظی اختراع
جو ہر آئینہ ہے یا، گرد میدان نزاع
عقل کے فقصاص سے اختباہے خیالِ اتفاق
ورنہ کس کو میرے انسانے کی تابِ استماع؛

دیوانِ غالب (کامل)

کہے، دردچرا غالب سے، ہیولے میلادِ آتش
نہ باندھ شعلہ سووالِ غیر از گرد بار، آتش
بنقرا پیز بکارِ شہرے سطی شعلہ یاد، آتش
خوبالیدہ، غیر از جنبشی دامان بار آتش
شارپ سنگ بُت بہر بناے اعتقاد، آتش

باقیمِ سخن ہے جبلوہ، گرد سوار، آتش
اگر مضمونِ خاکستر کرے دیساچار آلاتی
کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئی خوبیں
دیادا غ جنگر کو آہ نے سماں شکقفن کا
اسکے تقدیت سے حیدر کی، ہوئی ہر گرد ترسا کو

رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدوڑت، ہزار حیف با
تحا محسنِ بکاہ پدوش شمراء حیف با
گھر پر پڑا نہ پیر کے کوئی شدرا حیف با
گھر اربی ہے یہم خڑاں سے بہار، حیف با
نامہ بھی لکھتے ہو، تو بخطِ غبار، حیف!
بیش از نفس، بیان کے کرم نے وفا نہ کی
تحمی میرے ہی جلانے کو، اے آہ شعلہ ریز
مل، پہرا ہے کسو خفقانی مراج کا

عشاق، اشکِ چشم سے دھوویں ہے زارِ داغ
جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر کیک لسوے دل
بے لالہ عمارِ ضاں مجھے گلستہ، باعِ میں
جوں اعتماد نامہ و نظر کا ہو ہمسر سے
ہوتے ہیں محوجلوہ خور سے، متار گاں
وقتِ خیالِ حبکوہِ حسن بیان، اسد

ہے، زبانِ پا سپاں، خاڑ سر دیوار باغ
جبشِ مونچِ صبا اہے شوخی رفتار باغ
مردمِ چشمِ تاشا، لفظ پر کابر باغ
ہے دلِ سردِ صبا سے، گھری بازار باغ
نے زبانِ چنچے گویا، نے زبانِ خاڑ باغ
زیرِ مشقِ تغیر، ہے نقشِ از پی احصار باغ

بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منج بار باغ
کون آیا بوجین بیتابِ استقبال ہے؟
میں ہمسرِ حرث، جنوں بیتابِ دواںِ خمار
آتشِ رنگِ رنگِ ہر گل کو جنتے ہے فروغ
کون گل سے ضعف و خاموشی بلبل کہہ سکے؟
جو شرگی، کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسد

دو ان غالتب (کامل)

جلتا ہے دل کر کبیوں نہ ہم اکبارِ جل گھے م اے ناتامِ نفسِ شعلہ بار، حیفہ
بیمِ رتیب سے نہیں کرتے کو کارع ہوش M
مجبور یاں نگ کھوئے الے اختیار، حیفہ!
ہیں میری مشتِ خاک سے اس کو گدُور میں
پناہی بچکے بھی دل میں، تو ہو کر غبار، حیفہ!
بنتا، اسد، میں سرمدِ چشم رکاب پیار
آیا نہ میری خاک پ وہ شہ سوار، حیفہ!

۶۱۸۱۴

سیستی مہر باں ہے شفایر یک طرف
سنجدی ہے ایک طرف رینگ کو بخن
خمر من ببار دادہ دعوی ہیں ہو، سو ہو
مفتِ دل و جگر خلاشِ غمنہ ہا نے ناز
ھسر مو ابدن پرشہ پر پواز ہے بمحے
یک جانب، اے اسد، شبِ فرقہ کا بیم ہے

۶۱۸۱۴

بدر، ہے آئینہ طاقِ ہلال
ہے بیادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ
لبکہ ہے اصل، دمید نہا، عنبار
صبا فی رخ سے ترے، نہ چاہم شب
نور سے تیرے ہے اس کی روشنی
شوہرِ شر اس فتنہ قامت کے حضور
ہو بجو بلبل پیر و فکرِ اسد

درد آفیں ہے طبعِ المختیز یک طرف
نوایب گران خسر پر یونیز یک طرف
ام یک طرف میں برقِ شر پر بینیز یک طرف
کاوشِ فسر و شنی مرثہ تیز یک طرف
یے تابی دلِ پیشِ ایگز یک طرف
دام ہوس ہے، زلفِ دلاویز یک طرف

غافل اس، لقصان سے پیدا ہے کمال
روزِ روشن، شام اس سوے تھیاں
ہے نہالِ شکوہ، تھانِ سفال
عکسِ دارِ غمہ، ہوا عارض پر خال
ورنہ تھا خسر شیدیک دستِ سوال
سایہ آسا ہو گیا ہے پائیں اں
غنجہ متقا رگل ہو نیزہ بال

۶۱۸۱۴

اک سفیدی مارتی ہے درستے، چشمِ غزال
طوقِ قمری میں ہے اسر و باغ، رمحانِ بفال
آخر اس پر دیں تو، سنتی تھی، اسے نجھ وصال
جلوہ خوشیدتے ہے گرم، پہلوئے ہمال
خوں بہاۓ یک جہاں امید ہے، تیرا خیال
خوں ہوا دل تا جگرایا رب، زبانِ نکوہ لالا
مالِ سُنی کو مباح اور نونِ صوفی کو حلال

ہوں، بو شست، انتظار آوارہ دشتِ فیال
ہے نفس پرورہ، گلشن، کس ہوں بام کا؟
ہم غلط بمحب تھے، یکن زخمِ دل پر رسم کر
بیکسی افسرہ ہوں، اے نافی، کیا کروں؟
شکوہ درد کو درد دل، اے بیویا، مذنو رکھ
عرضِ درد بیوی فائی، وہشتِ اندازی ہے
اس جفا مشرب پر عاشق ہوں کہ سمجھے ہے، اندہ

۶۱۸۱۵

جوں زلفِ یار، ہوں میں سراپا شکستہ دل
ہوں، جوں خوطا شکستہ بہر جا شکستہ دل
ہے پشمِ شکر پر یزد سے اور یا شکستہ دل
صہبا فتادہ، نحاط، و مینا شکستہ دل

ہر عضو، غسم سے ہے سکن آسا شکستہ دل
ہے سرنوشت میں رقم و اشکستگی
امواج کی بوجی شکنیں آشکار ہیں ا
ناسازی نصیب، درستی غم سے ہے

۶۱۸۱۴

بہر عرضی حال شبنم سے رقم ایجاد مک
گر کرے انجام کو آغاز، ہی میں یاد، مکل
گر یہ بزم باع، کھنپے نقش، دسے یار کو
دستِ زیگس سے جو رخ پر واکرے زلف رہا
سی عاشق ہے دروغ اڑاے آب روے کار
ہے قصور، صاف قطع نظر از غیر یار
مکشن آبادولِ محبر و رحیں ہو جائے ہے
برقِ سامانِ نظر ہے، جلدہ میساکِ حسن
خاک ہے عرض بہسا بر صد تھارستان، اسد

دیوانِ غالبت (کامل)

آمید نا آمید و متنا شکستہ دل

ہے سنگِ نلمِ چرخ سے منجانی میں، اسد

۶۱۸۱۴

گرچہ ہے یک بیشنہ طاووس آسانگ، دل
بیدلول سے ہے پیش، جوں نواہش آب از مراب
رشتهٰ فہید ممسک ہے بہتہ کوتی
ہوں زیا اقتداء اذاز یادِ حسن سبز
شوقي بے پرواکے ہاتھوں، تھلی ساز نادرست
اے اسد، خاوش بے طوطی خکر کصار طبع

ہے چون سرمایہ بالینِ صدرِ نگ، دل
بے شرم و بوم، اگر رکھنا نہ ہو شے سنگ دل
عُقدہ سال ہے کیسے زر پر جمالِ ننگ دل
کس قدر بے نشہ فرسے خدا ننگ، دل
کھینچتا ہے آج نالے خارج از آنگ دل
ظاہرا رکھتا ہے آئیں، اسیزِ ننگ دل

حضرت کہہ عشق کی ہے آب و ہوا گرم
چھوٹوں کو ہوئی باد بہاری وہ ہوا گرم
ہوں بر قبے پھیپھی بند قبا گرم
ہوں پنجہ فرشید ہو، اے دست دعا، گرم
کی ہے دل سوزال نے مرے پھلو میں جا گرم
میں رنگ سے ہوں آتشِ خاموش، رہا گرم

یاں اشک جدا گرم ہے، اور آہ جدا گرم
اُس شعلے نگلکوں کو بوجھش میں کیا گرم
داکر سکے یاں کون بجز کا دش شوئی
گر ہے سرِ دریوزی جسلوہ دیدار
یہ آتشِ ہمایہ کمیں گھسنے جلاۓ
غزوں سے اسے گرم سمن دیکھ کے، غائب

رقیبِ تمناے دیدار ہیں ہم
عبدِ محمل آراء رفتار ہیں ہم
کر ضبطِ پیش سے شر کار ہیں ہم
نگہبانِ دلماے اغیار ہیں ہم
بہمار آفسریا، گنہ کار ہیں ہم
نگہ آشناۓ گل و خار ہیں ہم
ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم

از اعبا کو حضرت کشی یار ہیں ہم
رمیدن، گلِ باغ و اساندی ہے
لفتن ہونہ مسزول شعلہ درودن
تفاق، کمیں گاہ، وحشت شناسی
تمشانے گلشن، تمناے پیشیدن
مزوقِ گریساں، نزپروائے دامان
اسد، شکوہ کفتر، د دعانا پیساں

۶۱۸۱۴

جس دم کر جادہ دار ہوتا رہ نفیش تام
کیا رے صدایوں کے کافٹ کم گشتھاں سے آتا
دُرتا ہوں کو پہ گردی بازارِ عشق سے
اے بال افطواب، کہاں نک فسردگی؟
گنڈا ہو آشیان کا نقصوں بوقت بند
کرنے نیا رے ضعف سے شور جنوں، اسد

۶۱۸۱۵

کہ آہو کو پا بند پرم دیکھتے ہیں
بڑھ کو جوا، سر رشم کم دیکھتے ہیں
اسد کو گراز چشم کم دیکھتے ہیں
کہ ہم بیضے طوٹی مہنڈ، غافل

کسو کو زخود رستہ کم دیکھتے ہیں
خط لخت دل یک فلم دیکھتے ہیں
سرابِ یقین ہیں پریشان نگاہاں

دیوانِ گھاں کو وال ہوسی خانماں نہیں
 برگِ چن مگر بڑہ خوب فشاں نہیں
 اشک سحاب، جز بودا بع خسراں نہیں
 طاقت، حر لیف سختی خواب، گران نہیں
 یہ گرد و ہم جبز بسر امتحان نہیں
 اے آگئی، فرمیب تماش کہاں نہیں
 اے دل فسرہ، طاقت بسط فقاں نہیں

ہس بحاکہ پاۓ تسلی بلا در میں نہیں
 س بزم سے ہے چشم بچھے حسرتِ قبول
 ہر لندگ گردش، آئندہ ایج اور درد ہے
 جز عجز کیا کروں بہ تمناے بے خودی؟
 عبرت سے پوچھے درد پر لیشانیِ نگاہ
 گل، چلکی میں عنقرہ دریاے رنگ ہے
 برق بجان حوصلہ آتش فگن، اسد

تحما، حریرِ سنگ سے قطع کفن کی فکر میں
 ہوں بسند آس، ودارِ اجنمن کی فکر میں
 کوچ دے ہے زخم دل، صبحِ وطن کی فکر میں
 سنگ کی گرمیا پے تاراج چمن کی فکر میں
 شوخی سوزن ہے تاراج چمن کی فکر میں
 مغز سرِ خواب پر لیالی ہے سخن کی فکر میں
 برگ برگ بیدا ہے ناخن زدن کی فکر میں

مرگِ شیریں ہو گئی تھی کوہ کن کی فکر میں
 فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش بہت آنکھیں
 وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں، منسے
 سایہِ گلِ داع، وجوہِ شہقتِ گلِ موجود دُود
 فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندازی ہے
 غفلتِ دیوان، جبز تہییدِ آگاہی نہیں
 مجھ میں اور مجنوں میں، وحشتِ رسازِ دعوا ہے، اسد

ا شک چشمِ دام ہے، ہر دان، صیاد، یاں
نیشی زنبورِ عمل، ہے نشترِ فصاد، یاں
ہے، از گل بھی، نظر میں جو ہر فولاد، یاں
کمتریں مزدورِ سینکیں دستتے ہے، ہر داد، یاں
ہے تماش کر دنیا کچھی میں جلا، یاں
ہے، گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خون
ناگوارا ہے، ایں، اس ان صاحبِ دولتیں
جیشِ دل سے ہوئے ہیں، اعقرہ ہے کاریوا
قطہ ہائے خونِ بسل زیبِ دامان ہیں، اسد

۶۱۸۱۶

برنگِ بادا، سر کوئے یار رکھتے ہیں
جنونِ سرتِ یک جامد وار رکھتے ہیں
ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں
یہ ایک پیر میں زر زگار رکھتے ہیں
گر ششخاں، اثرِ استدار رکھتے ہیں
ہزار دل پر، ہم ایک اختیار رکھتے ہیں
ہزار دل بروڈِ قرار رکھتے ہیں
سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں
بسانِ دشت، دل پر غبار رکھتے ہیں
فتارگی میں قدمِ مستوار رکھتے ہیں
برہنہِ مستیِ صلبِ بہار رکھتے ہیں
طلسمِ مستیِ دل اس سوے، بخومِ سرِ شک
ہمیں، ہر یہ شر را بفِ ننگِ نحلت ہے
ننگِ دیدہ نقشِ قدم ہے، جادہ راہ
ہوا ہے، گریہ بیباکِ ضبط سے شیع
بساطِ پیچ کسی میں، برنگِ ریگِ روایا
برنگِ سایہ سروکارِ انتصار نہ پوچھ
جنونِ فرقہٗ یارانِ رفتہ ہے، غالب

۶۱۸۱۶

یک طرف جلتا ہے دل، اور یک طرف جلتا ہوں میں
مدعاً کم کر دہ، ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں
بے تکلف آپ پیدا کر کے لف جلتا ہوں میں
جوں پھر اغانِ دولتِ صفحہ جلتا ہوں میں
بے عجل، اے مجلس آرے مجف، جلتا ہوں میں

اے نواسِ متسا شاء سرکبِ جلتا ہوں میں
شمع ہوں، لیکن بیمار رفتہ خارج تجو
ہے، مسماں دستِ افسوس، آتشِ بیگر تپش
ہے تماشا گاہِ سوزِ ناز، ہر کچھ عضوٰ قن
شمع ہوں، تو بزم میں جایا دل غائب کی طرح

۶۱۸۱۶

رہے یاں، شوغی رفتار سے پا آستن نہ میں
گلِ اقبالِ خس ہے، چشمِ ببل، آشیانے میں
کر طھی قفلِ زنگِ الودھ ہے آئینہِ خانے میں

برٹشکِ آشنا سر تھا قلعہ وزنِ مژگاں سے جانیں
ہجومِ مردہ دیدار، ویر وازِ متسا شا ہا
ہوئی یہ بخودیِ چشمِ وزبال کو تیرے جلوے سے

۱۵۵

پھر اغانِ تماشا پشمِ صد ناسوں کلتے ہیں
سمندر کو پر پروانہ سے کافر ملتے ہیں
سحرِ قلب ہائے ترگُسِ چند پشمِ کور ملتے ہیں
دلِ آئینہِ زمرہ پاۓ تغیلِ سور ملتے ہیں
کفِ تکبیرگ سے پاے دلِ رنجور ملتے ہیں
کفِ افسوسِ فrust انسنگ کوہ طوکر ملتے ہیں
لباسِ شمع پر عطرِ شبِ ذبحور ملتے ہیں

بعقدت عطیرگ، ہم آگی مخور، ملتے ہیں
رہا کس جسم سے میں بیقرارِ طاعِ ہم طرحی؟
چمنِ نا عجم در آگاہی دیدارِ نوبان ہے
کجا جو ہڑا، چہ عکسِ خط بیتاں وقتِ خود آرائی
تمسا شا بہار، آئینہ پر دارِ تسلی ہے
گراں جانی سمجھک سارا و تماشا بیدار ہے آیا
اسدِ حسرت کشِ یک دارِ شنک انزو درہ ہے یا رب

خوں درجگر بہفتہ، بزردی رمیدہ ہوں
پے ہوس بلامن بڑگاں کشیدہ ہوں
لیکن عیش کرشنم خیر شید دیدہ ہوں
اے یخنبہ، میں نغمہ پچک نمیدہ ہوں

پیدا ہنیں ہے اصلِ ہنگ و تازِ جسجو
سر پرے دبال ہزار آرزو رصا
میں بے ہنر کر جو ہر آئینہ تھا، عیش
میرا سیاڑ و عزیز ہے صفت بتاں اسد

ما نندِ سوچ آب ازبان بُریدہ ہوں
یارب، میں کس غریب کا بخت رمیدہ ہوں
پاے نکھاڑ خلق میں خاپ خلیدہ ہوں
لیعنی کہ بستہ بے درم ناخردہ ہوں

سوداے عشق سے دم سر دکشیدہ ہوں
دو ران سر سے گردش ساغر ہے مُتھل
کی متھل ستارہ شماری میں عمر صرف
ظاہر ہیں میری شکل سے انوس کے ثان
ہوں گرچی اشتاط تصور سے نفہ سخن
دیتا ہوں کشتگاں کو سمن سے سرتپیش
ہے جبیش زبان بدھن سخت ناگوار
بوں بوے گھل، ہوں گرچہ گراں با پشت نزد

شامِ خیالِ زلف سے صبغِ دمیدہ ہوں
خُنیانہ جنون میں دماغِ رمیدہ ہوں
تبیعِ اشک ہائے بڑگاں چکیدہ ہوں
خاپ الہ سے بخشت بندال گزیدہ ہوں
میں نندِ بیبِ گلشن نا آفریدہ ہوں
مضرابِ تاریختے گلوٹے بُریدہ ہوں
خونا بہ بلا بہل حسرت چشیدہ ہوں
لیکن، اسکے بوقتِ گزشن جریدہ ہوں

عوق ریز تپش ہیں، موج کے اند، زنجیریں
پر عتفا پ رنگ رفتہ سے کھینچی ہیں تشویریں
کرے ہیں غچہ منقار طوٹی نفس، گل گیریں
غبار آلو دہیں بہول دو شمع کشہ، تقریں
و گرن خواب کی، مضریں افانیں، تغیریں
بیاض دیدہ پنج پر کھینچے ہے تقویریں
سمحتا ہوں تپش کو الفت قاتل کی تاثیریں
ہوئی ہیں آب، شرم گوشش بیجا سے تند ہیں
خیالِ سادگی ہائے لقور، نقشِ یتھر ہے
زبس ہر شمع یاں آئندہ جہرت پرستی ہے
بپند آہنگی استی، وسی نادر فرسائی
بجومِ سادہ لوگی، پنبہ گوش سرد یاں ہے
بتانِ شوخ کی تکیت بعد از فتنت کی یتھر
اسد، طرزِ عروج اضطرابِ دل کو کیا کہیے

دیوانِ غالبت (کامل)

بے دماغی، حسید جو یہ تک تھائی نہیں؟
ورتہ کیا موجِ نفس، زنجیرِ رسوانی نہیں؟
حلفہ زنجیر، جز پتشتم تاشی نہیں
جز جھیا، پرسکار سی بے سروپائی نہیں
فرصتِ نشوونکنا، سازِ شکیبا فی نہیں
آمد و رفت نفس، بزر شعلہ پیائی نہیں
چیونٹی کر، سروبرگ خود آرائی نہیں
جوں صنوبر، دل سراپا قامت آرائی نہیں
وہشی خوکر دہ نظارہ ہے، بہت، نہ سے
قطرے کو جوش عوق کرتا ہے دیا دستگاہ
پوشم نگس میں نمک بھری ہے شبنم سے بہار
کس کو دوں، یارب، حسابِ سوز ناکہاے دل؟
مت رکھ، اے الجامِ عاشر، سازِ استی پر غرور
سایہ اُفنا دگی بالین و بستر ہوں، اسد

ظاہر اسرخ چبہ افتوجاں گیسا نہیں
آنکھیں پھرائی ہیں، نا عسوں ہے تار بجگاہ
ہو چکے تم جادہ سال صد بار قطع، اور پھر ہنوز
ہو سکے ہے پیر دہ بوشیدن نون بسگر
ہو سکے کب کلفت دل، مانع سیلان اٹک؟
ہے طلسیم دہیں، صد حشر پاداش عمل
بعل اس شیع دوستی کا نہیں پیتا، اسدہ

ضبط سے مطلب بیہر وار ٹنگی، دیگر نہیں
ہے وطن سے باہر اہل دل کی قدر و منزلت
با غش اینا ہے، برہم نور دل بنم سرور
وال سیاہی مردکے ہے، اور یاں داع شراب
ہے فلک بالائیں فیض حُسم گردیدی
دل کو انہماں سخن، انہا ز فتح الباب ہے
کب تک پھیرے اسد اب ہا کے لفڑ پر زبان؟

ورنہ کب حسرت کشِ دامن نقش پا نہیں
ہے زیں از بک سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں
زینت یک پرہن ابھوں دامنِ محمد، نہیں
اٹک، بعدِ ضبط، غیراً ز پنبہ مینا نہیں
گرد سامل، تنگ راو جو شش دریا نہیں
آہگی غافل، کر ایک امر دن بے فردا نہیں
عافیت بیزار، ذوقِ کبّین اچھا نہیں

دامنِ تمثال، آبِ آئندہ سے تر نہیں
عزالت آباد صوف میں قیمت گوہر نہیں
لخت لختِ شیشہِ بخشش، بجز نشتر نہیں
مد، حسريفِ نازش، بمکپشی ساغر نہیں
ساجزی سے، ظاہر ازبہ کوئی، برتر نہیں
یاں صریبِ خامہ، غیراً اصطکاک در نہیں
تاب عرضِ تشگی، لے ساتی کوئر، نہیں

ضمانِ جادوہ رپیا ندان ہے خبطِ جامنے لوشان
نہیں ہے، خبط، جز مشائیلی ہائے عمر آرائی
بہ نجحاتِ تصویر ساغر زانو سے پیتا، ہوں
نشانِ روشنی دلِ ہنال ہے تیسہ بختوں کا
پریشانی، اسد، در پردہ ہے سامانِ معیت

ہوں صدف پر دیں، دنیاں در جگ ان شرگاں
قرصِ کافری ہے، مہر ان پر سرما نور دگاں
دشتِ سماں ہے، غبارِ خاطر آزر دگاں
شوقِ مفتِ زندگی ہے، اے بعقول مردگاں
برگ ریزی ہے پر انسانی ناؤک نور دگاں

دیکھیے مت پشم کم سے سوئے خبطِ افسرگاں
گرمِ عکیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بکارچڑخ
رخشِ دلِ یکِ جہان ویساں کرے گی لان فلک
ہانچ پر سوہا تھا تو در سک تارف ہی سہی
خمار سے گلِ سینہ انگکار بجا ہے اے اسد

گرہ پئے حضرت آپے بڑے کار آور دن
ہمیں ممکن بھولال ہائے گردوں دھل پے بردن
تزاو ششیرہ انگو کیجے مفت افسردن
چلی از شاخ دور افتدہ بے نزویک پتھردن
خوشاب غفلت آگاہ لفشن در زیدن و مردن
رہا پامال حضرت ہائے فرش بنم گستردن
فعالا پر اختیاریاد فریب آرزو خوردن

ہمیں ہے پر سب قدرے کو شکلی گوہر، افردن
مہ نو سے ہے، رہن وار، غلی واڑ گوں باندھا
خمار ضبط سے بھی نشہ اخہار پیدا ہے
خراب آباد غربت میں عبشت، افسوس ویرانی
فغان و آہ سے حاصل بجز در دسیر میاراں
دریغاً بستنِ رفت سفر سے ہو کے میں عناقل
اسد، ہے طبع بجورِ نمٹا آفرینی صا

تھیک ز جگر زخم میں ہے راہ لفڑ، کو
سمجا ہوں نہ ہوہر شمشیر عسس کو
چھیڑو نہ مجھہ انسردہ در زیدہ لفشن کو

منقار سے رکھتا ہوں، ہم پاکِ قفس کو
بیباک ہوں از بکہ ببا زا بر محبت
رہنے دو گرفتار ہے زندانِ خوشی

۱۸۱۶

نفع و چیک ہیں جوں تیر کھاں فہیدن
نکبت گی کو ہے غنچے میں نفس دُز دیدن
شعل شمع پر افشاں بخود لرزیدن
گرد غنچہ ہے اسامان چین بالیدن
وابے اے بے خودی و تہمت آرامیدن

سازشِ صلحِ بتاب میں ہے نہاں جنگیدن
بلکہ شرمندہ بولے تو شریگی رویاں ہے
ہے فروغِ رخ افروختہ نوبات سے
گھشن زخم کھلاتا ہے جنگر میں، پیکاں
چمن دہر میں ہوں سبزہ بیگناہ، اسد

۱۸۱۶

ہال، انوک دیدہ ہاے انختر ہو
ہر ایک داعِ جگہ، آفت اب محشر ہو
اب اگل سے ربط کروں، ہوبتِ شتمگر ہو
بروے آب جو، ہر مونج، نفسِ مسطر ہو
کر قزوں سے شیریں لباں مکر ہو
سر شکر پیغم اسد، کیوں نہ اس میں گوہر ہو

اگر وہ آفتِ نظارہ جبلوہ گستر ہو
بسادِ قامت، اگر ہو بلند آتشِ عم
ستمِ شتمی کا، کیا دل نے، حوصلہ پیدا
عجب نہیں، پئے تحریرِ حال گریہ پشم
امیدوار ہوں، تاشیرِ تلمخ کای سے
صلف کی، پے ترے نفسِ قدم میں، کیفیت

پیدا ہوئے میں ہم الٰم آباد ہیں اس میں
کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو
نالاں ہو، اسے، تو بھی سر را گزر پر

جول شمع، غوط داغ میں کھا، گردنہو نہو
آئینہ ایسے طاق پر گم کر کر تو نہو
یارب، بیان شانہ کش گفتگو نہو
ہستی عدم ہے، آئینہ گرد بند نہو
لشتر، پختہ، پنبہ مینا فرد نہو
یارب ک خابر پیروہن آزد نہو
صحیح بہار بھی، قفس رنگ ولو نہو

بے درد، سر پر سجدہ الفت فرد نہو
دل رسے کفت تغافل ابروے یار میں
زلفِ خیال نازک و اخہار بے قرار
تمثیل ناز، جبلوہ نیرنگ اغبار
مشکال حلیہ رگ ابرہ بہار ہے
عرضِ نشاطِ دیدی ہے، پڑکانِ انتصار
وال پر فشانِ دام نظر ہوں بہاں، اسرار

مگر طوفانِ حی میں عجیبِ موچ صبا گم ہو
اٹھ سڑھے اور بہارے عاشق سحدا گم ہو
کر موچ گری میں صدقۂ دنیاں نما گم ہو
فروہوتا ہے سر بجیدے میں اے دستِ رعا گم ہو
مبادرے پیچا بہ طبع، نقشِ مدعا گم ہو
عرق بھی جون کے عارض پر بھلیف جیا گم ہو
کجس کے ہاتھیں، مانند نہوں، رنگ جنا گم ہو
دم صحیح قیامت، مادر گریبان قبا گم ہو

مبادرے تکلفِ فصل کا بگ و نوا گم ہو
سبب، واڑکال کو ننگ بہت ہے، خلا دندا
ہیں جز در تیکن بکھرہش ہے بیدر داں
ہوئی ہے ناتوانی، بیدر مارِ شوشی سحلاب
تجھے ہم مفت دیوں یک جہاں ہیں جیسیں، لیکن
 بلا گردان تیکن بتاں، صد موسمہ گوہر
اٹھا فیر کب وہ جانِ شرم تہت قتل عاشق کی
کریں خواں جو سیر سن، اسد ایک پرده نازک متر

۶۱۸۱۴

خُشکی مئے نے تاضگی سیکھ لے کی آرہ
بہر جاں پرور دن یعقوب بال خاک سے
گرد ساحل ہے نہم شرم جلین آشنا
گری شوق طالب ہے چین تاپاک وصال
دہن خاموشی میں ہے، آرائش بزم وصال

کاسہ دریو زہ ہے، پیسانہ درست سبو
وام یتے میں پرس پروانہ، پیراہن کی بو
گر زباند سے قلزم افت میں سرما جائے کرد
غافلان، آبیش والہ ہے ناشی یاۓ بسجو
ہے پر پروانہ زنگ رفتہ خون، گفتگو،

نوشا اطوطی و گنج آشیانہ
سرشکب بر زمیں افتدہ آسا
دریپ عرضی سوزِ دل نہیں ہے
دل نالاں سے ہے بے پر وہ پیدا
کرے کیا دعوی آزادی عشق
اسد، اندیشہ ششدہ شدن ہے

۶۱۸۱۴

رفتار سے شیرازہ ابڑے قدم باندھ
بیکاری تیم، بہر زنگ چن ہے

اے آبڈے، محمل پے صحراے عدم باندھ
گرنگاک ہو، گلدستہ صدقش قدم باندھ

اے جادے، اب سر رشتہ یک رشیہ دویدن
جیرت، حسدِ اقلیمِ ممتازے پری ہے
پامرد یک انداز نہیں قامت، هستی
دیساپہ وحشت ہے، اسے خشکار نوبات

شیرازہ صد آبلہ جوں سمجھ، بہم باندھ
آئینے پ آئین گلستانِ ارم باندھ
طاقت اگرا سچاڑ کرے، تھتِ خم باندھ
خوں کر دل اندازی، رعنونِ ستم باندھ

۶۱۸۱۴

ہر طرح ہوں میں اذ خود رسیدہ
لیکن بان درد کشیدہ
ساند بغض دستِ پری یہ
ہے شانہ بیکسر دستِ گزیدہ
ہے دارغ لالہ در خوں پتیدہ
ستناب پا ہوں جیب دریہ
بیدل، فقیرِ آفت رسیدہ
اشک پکیدہ، زنگ پری یہ
گو، یادِ محجد کو کرتے ہیں نوبات
ہے رشتہ جاں فرطِ کشش سے
لوٹا ہے، انوں اموے خم زلف
خالی سیاہ رنگیں رفیاں سے
بوش جنور سے جوں کوت ہی گی
یارہ، اسکے کا نام دشائی کیا؟

دیوانِ عالیٰ (کامل)

یک رگِ خواب، و مراسِ بخوشِ خون آزد
ہے، اسے لائقِ عالم میں مفت او صاحبِ برایہ تو
ہے نتاش، جیرت آبادِ تعاویل ہے، شوق

خوارے بشریمِ سرد بازاری، ہے پیلی خانماں

ورنہ ہے چرخِ وزیں، یک ورقِ گردانہ
موچ جسے اُشنِ خطِ جام، ہے بر جا نہ
ہے سخن، اگر دزِ دامانِ ضمیر افشا نہ
ہے، ہر کفر د جہاں میں ورقِ ناخانہ
یعنی ہیں ماندہ ازاں کو واژی سو رانہ

خلق ہے صفحہِ عترت سے سبقِ ناخانہ
دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افمر گیاں
خواہشِ دل پے زیاب کو سببِ گفت و بیاں
کو فی آنکاہ نہیں باطنِ ہر سدھی سے
حیفِ بیجِ صلی اہلِ ریاضہ، غالب

خطِ پیمانہ تھے، ہے نفسِ دل دیدہ
طوق، ہے گروہِ متری میں رُگِ بالیدہ
چشمِ غفت نظرِ شنبہم خور نادیدہ
ورنہ کانتے میں تئے ہے سخنِ سجنیدہ
نا امیدی ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ
چاہیے خاطرِ جس و دلِ آ را میدہ

بُکرے پیتے ہیں، اربابِ فنا پو شیدہ
بغزو و طکریح قامت و رعنائی سو
گی ہے واللہ جہاں نے بگھستانِ جہاں
اے دریغا! کر نہیں طبعِ نزاکت سامان
یاس آئینہ پیدائی استغنا ہے
واسطے فنکرِ مصنایں میتیں کے، غالب

آئینہ عرض کر، خط و خال بیاں نپوچھ
جاه و جلالِ عہد و صالحِ بتاں نپوچھ
گرمی بعض خار و خس آشیاں نپوچھ
بیت ابی تمبّلی آتش بجاں نپوچھ
یارب احبابِ سخنی خوابِ گمراں نپوچھ
عرضِ فضائے سینہ در دامن اس نپوچھ
جز، دلِ شرائع درد بدل غفتگاں نپوچھ
ہندوستان سایہِ گل پاۓ تختِ تھا
پروانہ یک تپڑم تسریز نالہ ہے
تو مشق نازک، دل پروانہ ہے بہار
غفتِ مناع کفہ سیزانِ عمل ہوں
ہر داغ تازہ یک دل داغ انتصار ہے

بیوانِ غالباً (کامل)

کہتا تھا کل وہ حسرم راز اپنے سے کہ آہ
دردِ جبل ای اسدِ اکل خساں نپوچھ

قطے سے میخانہ دریا اے بے ساحل نپوچھ
لذتِ عرض کشا د عقدہ مشکل نپوچھ
اے دماغ نارسا، محنتِ منزل نپوچھ
شع سے جزو عرضِ افسونِ گدازِ دل نپوچھ
یاں سرائِ عافیت، جز دیدہ بسل نپوچھ
عیش کر، غافل، جا بنشہ مرعفل نپوچھ
شاعری جز سازِ درویشیں، حمال نپوچھ
بہوش دل ہے، مجھ سے حسنِ فطرتِ بیتل نپوچھ
پہن گشتہ نے دل، بنمِ نشاطِ گرد باد
آبدہ، پیسا اہ اندازہ لشولیش تھا
نے صبا بال پری، نے شعلہ سماں جنوب
یک شرہ بر ہم زدن، جشنِ دو عالم فتنہ ہے
بن رہے یک پنبہ مینا، گدازِ ربط سے
تا خلص جامہ شنگر فی ارزانی، اسد

کے سے ہے رہزادے غفرانِ عشق جسلا دی
 تظریبِ قصور ہے قفسِ میں اطف آزادی
 شکستِ آرزو کے نگ کی کرتا ہوں بیسا دی
 کرے ہے کن ویراں کارروائے سادہ بیداں پہ
 غبارِ خط سے تعمیر بنائے خانہ بریادی
 چخار آساغدم سے باول پُر آتش آیا ہوں فریادی
 استد از بسکہ فون در دنگ سر گرم جو لالہ
 غبارِ راه دیرانہ ملک دل کی آبادی

۶۱۸۱۶

یہ نوشت میں میری ہے، اشک افشاری
 کنوںِ وخت ہتی یہ عام ہے کہ بہادر
 دکھنے کے سوت طاؤں میں پر افشاری
 لبِ سکار میں آئنہ دیکھو، آبِ حیات
 بہ گرہی سکندر ہے حوسیرانی
 نظرِ غفتِ اہل بہاں ہوا ظاہر

۶۱۸۱۶

ضبط سے، جوں مردِ مک اپنے اقتات گیر ہے
آشیاں بند بہار عیشی ہوں ہنگام قتل
ہے جہاں شکر کشیدہ نہ لئے نقش روے یار
وقتِ حسن افروزی زینت طرازی جانے گل
گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری
رینشِ نون و فاہمے جو عمد فوشیلے یار
جوب شامِ غم چڑغ خلوتِ دل تھا، اسد

دھمر بزمِ فسرون، دیدہ نجسیر ہے
یال پر پردازِ نگ رفتہ، بال تیسر ہے
ماہستاب بالہ پیرا، گردہ تصویر ہے
ہر بیالِ شمع میں اک غصہِ گل گیر ہے
لخت لختِ دل، نگین خانہ نجیر ہے
یاں گلوے شیشے، قبھرہ شمشیر ہے
وصل میں وہ سوزِ شمع مجلس تقریر ہے

دیوانِ غالب (کامل)

کھوں وہ محرعِ برستہ وصفِ قاتیں
اسد نے کشتِ دل ہاۓ فقط سے جانا

کرسو ہونز کے اُسی کا مصدرِ ثانی
کر زلفِ یار ہے مجموعہ پریث نی

۶۱۸۱۶

ہر نگ سوز پرداہ یک ساز ہے مجھے
طاوسِ خاکِ حسن نظر باز ہے مجھے
آن غوشہِ گل ہے آئندہ ذرۂ ذرۂ خاک

بالِ سمندر، آئندہ ناز ہے مجھے
ہر ذرۂ، پشمکِ نگ ناز ہے مجھے
عرضِ بہار، جو ہر پرداز ہے مجھے

۶۱۸۱۶

نادلِ شب، آبُو سی شاند آسا، چاک ہے
جادہ، تا کھسار، موئے چینی اذلاک ہے
یال، انخط پر کار، بستی، طلقہ فراک ہے
جادہ، گلشن، بر نگ رشیہ، زیر خاک ہے

بلکہ سوراے خیالِ زلف و حشتِ ناک ہے
یاں، نلانگن باز، کس کانالہ بیباک ہے؟
بے دو عالم صیدِ اندانِ ششِ دلدل سور
نلوٹ ہاں و پر قری میں واکر راہِ شوق

۶۱۸۱۶

طاہر سیماں کو، شعلہ، رگبِ دام ہے
فتتِ بختِ رقیب، گردشِ صد جام ہے
کلبہ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے
درپش آبادِ شوق، سرمہ، صدا نام ہے
اے بہہ خوابِ گران، حوصلہ بد نام ہے
فرصتِ رقصِ شریر، بوسہ بیضا نام ہے
بے سرو ساماں اسد، فتنہ سر اخام ہے

دیکھو تری نوے گرم، دل بہ پش رام ہے
شوخی چشمِ جدیب، فتنہ ایام ہے
جلوہ ہمیش پناہ، بخشنے ہے ذوقِ بجاه
کونفس؟ وچہ غبار؟ جراتِ عجیز آشکار
عقلت افسر دگی، تھتِ مسکیں ہزو
بزمِ دوائے نظر، یاس طرب نامہ بر
گریہ طو فیاں بکاب، نالہ محشر عنایاں

کاوشِ رزدِ حنا پلوشیدہ افسوس پر مجھے
ریشتہ شہرتِ دوایہ لعپے، ارقتن زیرِ خاک
ساقیا بادے ایک ہی ساغریں سب کوئے مکان
ہو گکے باہم دگر، بوش پر ریشن سے، نجع
دیکھنی جوش جوانی کی ترقی بھی کہ اب
غیلکی ہے، بُرُقْ پیغمبرِ نکرا، اسد

نافنِ انگشتِ نوباں، نعلِ واڑوں ہے بچھے
خچھِ جلااد، برگِ بیدِ مجنوں، ہے بچھے
آڑوں کے لامسِ لہسے میکولہ ہے بچھے
گردشِ جامِ تمنا اور گروں، ہے بچھے
بدر کے مانند، کاہشِ روزِ افزوں ہے بچھے
واشگفتہ نہایے دل درہن بخنوں ہے بچھے

عیشِ گرمِ اضطراب، داہلِ غفلتِ سردِ رہر
عمرِ ضری و خست پر ہے، نازِ ناتوانی ہاے دل
ہے کمندِ موچِ گھل، فڑاک بے تابی، اسد

بلکہ جہر تے نیپا افتادہ زینہار ہے
زلف سے شب در میالِ دارِ نہیں مکون، دریغا
در جیاں آبادِ سوداے سرِ شرگانِ درست
بلکہ دریانی سے کفر و دیس ہوئے زیر و زبر
اے سرِ سوریہ، ذوقِ عشق و پا س ابڑا
وصل میں دلِ انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر۔
خانماں ہا، پا مسالِ شوئی دعوی، اسد

نافنِ انگشت، تَخالِ لبِ بیار ہے
درست، صدِ محشر، برہنِ جبوہ رخسار ہے
صدِ رگبِ جمال، جادہ آسماء، وقفِ نشترزار ہے
گردِ سحر اے سرم تاکو چسے مُزنار ہے
جوشِ سودا کبِ حریفِ منت دستار ہے؟
نشنہ، تاریخِ تمنا کے لیے درکار ہے
سایہ دیوار، سیلاں لبِ در دیوار ہے

۱۸۱۶

پر پروانہ، تاریخ شمع پر مزراب ہو جاوے
بیاضِ ریدہ آیو، کفت سیلاں ہو جاوے
کہ ہر یک گرد باد گھستاں گرداب ہو جاوے
کہ سجدہ قبضہ نئی خم خراب ہو جاوے
ہزار آفنتلی، مجموعہ یک خواب ہو جاوے
سوا دیدہ آہو شبِ مہتاب ہو جاوے
غضب ہے اگر فبارِ حاضرِ احباب ہو جاوے

نو اے خفتہ افت، اگر، بیتا ب پہ جاوے
اگر وخت عرق افثان بے پر واخرا می ہو
زبس طوفان آب وگل بے غائل کیا تقب ہے؟
اثریں یاں تک، اے دستِ دعا، دخلِ تعریف کر
برنگِ گل، اگر شیرازہ بند بے خودی، ہیے
نمک برا غشک آلوہہ وخت تاشا ہے
اسد، باوصفِ مشق بِ تکف خاک گردیدن

۱۸۱۶

کہ مژگاں، ریشه دار نیستانِ شیر قالی ہے
نهان ہر گرد بای دشت میں جامِ سفالی ہے
بجائے خود، وگرنہ، سرو بھی میٹاۓ خلائی ہے
نٹاں خالِ رخ، داغِ شراب پر چکلی ہے
کہ تارِ جادہ سر منزل نازک خیالی ہے
اسد، آئھنا قیامت قاموں کا وقت آرائش
لباسِ نظم میں بال میدنِ مضمونِ عالی ہے

دل بسیار از خود رفت، تصویرِ نہالی ہے
سر و زشِ گردش، اگر، کیفیت افزایہ ہو
عمرِ دیج نشہ ہے سرتاقدم، قدِ حین رویاں
ہوا آئیسہ، جام بارہ عکسِ روئے گلکوں سے
بپائے خامہ موائلے رہ وصف کمر کیجھے
اسد، آئھنا قیامت قاموں کا وقت آرائش

۶۱۸۱۶

تامِ اجڑاے عالم صید دام پشم گریاں ہے
نہیں ہے مردنا صاحبِ لال بجز کسبِ معیت
غبارِ درشت وحشت، سرمد سازِ استمار آیا
زبسِ دوشِ رم آہو پہ ہے محملِ تمت کا
نقابِ یار ہے، اغفلتِ بکھری اہلِ میش کی
اسکے بندوں قبائے یار ہے فسرِ دوس کا غنچہ

۶۱۸۱۶

بکھاہ ناز، چشم یار میں تُنابر مینا ہے
سوادِ چشم آہو، عکسِ خال روے لیلا ہے
دو دین، اریثہ سال، مفتِ رگِ خواہ بزیجا ہے
سوکیدا، نسخہ تہبندی داعِ تمنا ہے
خنے پنجہ صیاد، مرغِ رستہ برپا ہے
غريق بحرخون، تمشال در آئینہ رہنا ہے

تففِ مشربی سے، ناتماہی بکپیدا ہے
تصرفِ وحشیوں میں ہے تصور ہارے محبوں کا
محبت، طرزِ پوندہ ہنسال دوستی جانے
کیا یکسر گدازِ دل نیازِ بوشش حسرت
ہجومِ ریزشِ خون کے سبب زنگِ اڑاہیں سکتا
اسد، گرnam والے علیٰ تقویزِ بازو ہو

کر گے سے نگل میں تخم شر کا ریشہ پیدا ہے
کیاں غواصی ہے قشماں، اور آئینہ دیا ہے
کریاں افسونِ خوابِ افسانہ خوابِ زیجہ ہے
بیانِ رنگ ہائے رفتہ، گھپینِ تماشا ہے
کتنا بوجادہ رہ، رشتہ دامانِ محرا ہے
چسٹرِ غازِ دل، سوزشِ داعِ غما ہے
ستمگر، ناخدا ترس، آشناش، ماجرا کیا ہے؟

اثر سوزِ محبت کا، قیامت بے گھبا ہے
ہنساں ہے گوہِ مقصودِ جیبِ خود شناگی میں
عذیزو، ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاو
لقصو، بہر تکینِ پیغمبر سے طفیلِ دل
بسمی عیسیہ ہے، قطبِ لباسِ خانہ ویرانی
مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شلد رویاں میں
ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کر لئے تین

پنج بڑگاں، پٹفی اشکِ دستِ دایہ ہے
دولتِ نظارہِ گلی سے شفقِ سرایہ ہے
شیونِ دل، یک سرو دخانہِ بھما یہ ہے
زخمِ مثل گل، سراپا کامبے پیرا یہ ہے
خامہ میرا تختِ سلطانِ حکمن کا پا یہ ہے

بہر پر ورن سراسر لطفِ گسترِ سایہ ہے
فصلِ گل میں، دیدہِ خونیں بنگا ہانِ جنوب
شورشِ باطن سے یاں تک مجھکو غفلت ہے کہ آہا
کیوں نہیں یار کو مشاطہِ الفت کہوں؟
اے اسد، آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری

۶۱۸۱۴

وہ ہنا کر اب گل سے سایہ گل کے تے
کڑت جوشِ سویدا سے فہیں تل کی جگہ
بلکہ خوبی باغ کو دینے ہیں وقت نے فکست
ہے پر انسانِ تپید ہنبا تخلیف ہو سس
پے بعقولِ گردی ہے خنزیر سے، اے اسد

۶۱۸۱۴

جو ہر آئینہ ساں، پر تکال بدل آسودہ ہے

۶۱۸۱۴

عجب کر پر تو خور، شمعِ شبہ نشان ہے
برنگِ بستہ، یہ زہرا ب رادہ پچالا ہے
بطری گل، رگ جاں مھکر تابر دامال ہے
کر بنیہ حبلوہ آثارِ زخمِ دندان ہے
صبا خرا می خوبیں، بہار ساماں ہے
دماغ، نازکشِ منتِ طبیباں ہے

عذابِ یار، نظر بند پشم گریاں ہے
اجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خوش
قباے جلوہ فزا ہے، لباسِ عسریانی
لبِ گزیدہ معاشقہ ہے، دلِ انگار
کشودِ غنچہ خاطر عجب نہ رکھ، غافل
فغاں! کہ بہرِ شفاے حصول ناشدی

ہمار تعریف آبادِ عشق، ماتم، ہے
بہ رہنِ ضبط ہے، آئینہ بندی گوہر
چون میں کون ہے طرز آفرین شیوهِ عشق؟
اگر نہ ہو دے گرِ نوابِ صرفِ شیرازہ
اسد، پناز کی طبیعِ آرزوِ انساف!

کہ قیمع یار، ہال مسے غرّم ہے
و گزند بسر میں ہر قدر وہ چشم پُر نہم ہے
کہ گل ہے بسلِ زنجین و بینہ شبنم ہے
ماتم دفترِ ربطِ مزانِ گورم ہے
کہ ایک وہم ضعیف و غیرِ دو عالم ہے

دام گاہِ عجز میں سامانِ آسائیش کہاں؟
اے ہوس، عرضِ لساطِ نازِ مشتاقیِ ہمانگ
بے ریا کا رتبہ بالاترِ تصور کردنی
کیا کہوں پر واڑ کی آوارگی کی کشکش؟
پینہِ مینا نے تھے رکھ لو تم اپنے کان میں
جس طرف سے آئیں، آخرِ اصر ہی جایں گے
ہے سوارِ خط، پریشانِ موئیِ اہلِ عَذَا
کشتِ انشاءِ حضونِ عتیر سے، اسد

پر فتنی بھی فریبِ خاطر آسودہ ہے
جوں پر طاؤں، یکسر داعِ خشکِ اندازہ ہے
تیرگی سے داعِ کی، مد، کیمِ سس اندوڑہ ہے
عافت، سرمایہِ بال و پر بنکشودہ ہے
قے پرستاں، نامجھے بے صرفِ گوہیوہ ہے
مرگ سے وحشت نہ کر راہِ عدم پہمودہ ہے
خامہ میرا شمعِ قریشگان کا روڑہ ہے
ہر سرِ انخش، نوکِ خامہ فرسودہ ہے

غزلیات

۶۱۸۲۱

عالی، جہاں یصر صن بسا طا د چود تھا
بازی خور فریب ہے، اہل نظر کا ذوق
ہنگامہ، گرم حسیرت بود و چود تھا
عام، طسم شہر خوشان ہے سر لبر
یا میں غریب کشور گفت و شنود تھا
جز قیس، او رکوئی نہ آیا بروے کار
صحراء، مگر، پتنجی چشم حسود تھا
آشقتی نے نقش سویدا کیا درست م
ظاہر ہوا کہ داعن کا سو ما یہ دود تھا
تھا، خواب میں، بھیال کو بخھ سے معاملہ م
جب آنکھ کھل گئی، نر زیال تھا، نہ گوڈ تھا
لیتا ہوں، مکتب غم دل میں، سبق ہنوز م
لیکن یہی کہ "رفت" گیا اور "بود" تھا
ڈھانپا کفن نے داعن عیوب بر منگی م
میں، ورنہ، ہر بس میں تنگ و چود تھا
تیشے بغیر مر نہ سکا کو بھن، اسد م سرگشته خمار پرسوم و چیود تھا

۶۱۸۲۱

شنگی رفیق رہ تھی، عدم یا چود تھا
تو یک جہاں تماشی ہوں جمع کر کر میں
حیرت متای عالم لفستان و سود تھا
میں پاسال غمنزہ چشم کیوڈ تھا
گردش محیط ظلم رہا جس قدر، فلک
کس کو دماغ و ملت گفت و شنود تھا
پوچھا تھا مگر چیار نے احوال دل، مجر
غور، شبکم، آشنا نہ ہوا، ورنہ میں، اسد
سترا قدم گزارشی ذوقی سجود تھا

کہتے ہو: ”ز دیں گے ہم“، دل اگر پڑا پایا م دل کہاں کر گم کیجھ؟ ہم نے مدد عاپایا
ہے کہاں تمہاں کا دوسرا قوم، یا رب؟ ہم نے دشتِ امکان کو ایک نقش پا پایا
لبے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحان تاکے؟ ایک بے کسی، تجھ کو عالم آشنا پایا
خاکبازیِ امسید، کارخانہ طفیل یاسن کو دو عالم سے لبِ خندہ واپایا
کیوں نہ وحشتِ غالب با جن خواہ شکیں ہو؟ کشۂ تغافل کو خصم خوں بہا پایا

عشق سے طبیعت نے مازیست کامزرا پایا م درد کی دوا پائی، درد رہے دوا پایا
دوستیارِ دشمن ہے، اعتمادِ دلِ حعلوم م آہ پے اثرِ دیمحی، نارِ نارسا پایا
سادگی و پُرگاری، بے خودکی و پُرشیاری م حسن کو تعامل میں جرأت آزمایا
پنج پھر سکا کھلنے، آج ہم نے اپناء دل م خون کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا
حالِ دل ہمیں حعلوم، لیکن اس قدر، یعنی م ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارھا پایا
شورِ پنڈ ناصح نے زخم پر منک چھڑا کا م آپ سے کوئی یوچھے ”تم نے کیا مزرا پایا؟
فلکِ نالہ میں، گویا، حلقة ہوں نے سرتاپا م عضوِ عضو، جوں زمینِ کیک دل صدا پایا
شبِ نظارہ پر ورثا خواب میں خرم اُس کا م صح، موجہِ گل کو نقش بوریا پایا
زخم تیخ قاتل کو طرفِ دلکش پایا م جس قدر بچرخوں ہو، کوچہ دادنِ حکم ہے
ہے تجھیں کی پادری، نامِ صاحبِ خانہ م ہم سے تیرے کوچتے نقشِ مدد عاپایا
تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزمایا م نے اسدِ جفا سائل، تے کشم جنوں مائل

۶۱۸۲۱

دہریں نقش و ناوجہتی نہ ہوا م ہے یہ وہ لفظ کو شرمندہ منہ نہ ہوا
نہ ہوئی، ہم سے دستم چرت خڑی رخی یار صفحہ آئسے، جو لا جگہ طولی نہ ہوا
و سعیت رحمت حق دیکھ کر بخش جافے بخش سا اکافر کو جو منون معاصی نہ ہوا
سبزہ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دیا م یہ فرد بھی حریفِ دم افسی نہ ہوا
میں نے چاہا تھا کہ اندوں وفا سے چھوٹوں م وہستگر مرے مرنے پر بھی راضی نہ ہوا
دل، گزر گاہ خیال مے وساغی سہی م گرفش، جادہ سرمنزل تقوی نہ ہوا
ہوں توے وعدہ نہ کرنے میں بھی رانی کر کبھی م گوش، منت کشی گلب بگستی نہ ہوا
کس سے حرومی قسمت کی شکایت کیجئے؟ م ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں، سودہ بھی نہ ہوا
مرگیا صدمہ یک جنبشِ دب بے غائب م ناتوانی سے، حریفِ دم چسی نہ ہوا

۶۱۸۲۱

ناتوانی ہے میشانی عمرِ نستم زنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا

۲۲۳

دیوانِ عالم (کامل)

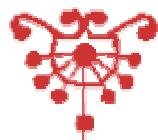
اصطلاحاتِ اسیلانِ تغافلِ مت پوچھ جو بھر آپ نہ کھوئی، اُسے مشکل باندھا
نوکِ ہر خار سے تھابک سر دردی زخم جوں نہ، ہم نے کفت پا پہ، استردل باندھا

نہ ہو گا، یک بیباں مانگی سے، ذوق کم میرا
محبت تھی چین سے لیکن اب یہ بیدار غلبہ
کہ موچ بوسے گل سے ناک میں آتا ہے، میرا
زین کو سیلی استاد ہے، نقش قدم میرا
پر افسال ہے غبار، آنسو سے حملے عدم، میرا
غبار را ہوں، بلے مدعا ہے تج و فسم میرا
دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غشم میرا
برنگِ بوج ہتے، تمیانہ سا غر ہے، رم میرا

نہ ہو گا، یک بیباں مانگی سے، ذوق کم میرا
محبت تھی چین سے لیکن اب یہ بیدار غلبہ
رہ، خوابیدہ، تھی گرد کش یک درس آگاہی
سراغ آوارہ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں
نہ ہو دشت کش درس سراب سطح را گاہی
ہوا لے صحیح یک عالم گر سیاں چائی گل ہے
اسد، دشت پرست کوششِ تہائی دل ہوں

میری قسمت کا نہ ایک آدھ گھر سیاں نکلا
سوق دیدار بلا آمنہ سامان نکلا
جس کو دل کہتے تھے، سوتیر کا پیکاں نکلا
نقشِ ہر فردا، سو یادے بیباں نکلا
لاکھ پر دے میں چھپا، پر وی عریاں نکلا
آخر، اے عہدِ قشنگ، تو بھی پشیماں نکلا
جو تر دیکھا تھا، سو آئینے میں پہنماں نکلا
پیشوائی نے مجھے گھر سے بیباں نکلا

کارخانے سے جزوں کے جبی، میں عربیاں نکلا
سامعِ جلوہ سرشار ہے، ہر فردا تساک
کچھ کھلتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر
کش قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں، یارب
شورِ رسوائی دلِ دیکھ کر یک نالہِ سوق
شو خی رنگِ جنا، خونِ وفا سے، کب تک؟
جو ہر ایجادِ خط سیز ہے، خود بینیِ حسن
میں بھی معذوبِ جنوں ہوں، اسد، اے خانہِ خرب



۶۱۸۲۱

شب، خماں شوقي ساتي رستخيز اندازه تھا م تامحیط باده، صور تھا نہ خمیسا زه تھا
یک قدیم دشت سے، درس دفتر امکان کھلا م جارہ، اجزائے دو عالم دشت کا شپرزا زه تھا

۲۲۵

دیوان غائب (کامل)

مانع دشت برا می کا ہے لیسلن کون ہے؟ م خانہ مجھوں مسرا گرد بے دروازہ تھا
پوچھ مت رسولی انداز استغللے حسن م دست مرہون جنا، رخسارہن غازہ تھا
نالہ دل نے دیے، او باقی لخت دل، ببیاد م یاد گا پر تارہ یک دیوان بے شیرزا زہ تھا
ہوں چڑا غانہ ہوں، جوں کا عذہ آتش نزدہ داع نا گرم کوشش ایجاد دار نتازہ تھا
بے نوائی ترصدا نے نفسم شہرت، اسد لوریا یک شیستان عالم بلند دروازہ تھا

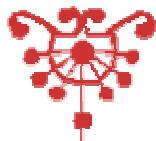
کس کا جنون دید، تمتا شکار تھا
آئینہ خانہ، وادی جوہر غبار تھا
کس کا خیال، آئندہ انتظار تھا
ہرگز گل کے پردے میں دل بقیر رکھا
ایک ایک قطرے کا، مجھے دینا پڑا، حساب م
خون جھر، دلیعت جرگان یاد رکھا
اب میں ہوں اور ما تمیک شہر آرزو م
توڑا جو تو نے آئندہ، تمنشال دار رکھا
گلیوں میں میری نفس کو تکھچے پھرو، کہ میں م
جات دادہ ہو اے سر رہ گزار رکھا
موج سباب دشت و فا کا زپھوال م
ہر زدہ، متن جوہر تیغ، آبدار رکھا
کم جانتے تھے ہم بھی عشم عشق کو پر اب م
دیکھا، تو کم ہوے پر، علم روزگار رکھا
جوں غچو گل، افتت فل نظرنے پوچھ
پرکاں سے تیرے، جلوہ زخم، آشکار رکھا
خیازہ، یک درازی عمر حمار رکھا
بس دشت میں شوخ دو عالم شکار رکھا

حسن، غزرے کی کشاکش سے چٹا میرے بعد م
بارے آدم سے ہیں اہل جفا، میرے بعد
منصب شفیقی کے، کوئی، قابل نہ رہا م
ہوئی معزوفی انداز و ادا، میرے بعد
شعاعِ محبتی ہے، تو اس میں سے دھواں اٹھا ہے م
شعلہ عشق رسیہ پوش ہوا، میرے بعد
خوب ہے دل خاک میں احوال بمال پر، لمحی م
ان کے تاخن ہوئے محتاجِ حنا، میرے بعد
درخوبِ عرض نہیں، جوہر بیلا دکو، جسا م
ٹکھہ ناز ہے سُرے سے خنا، میرے بعد

لرزتا ہے مراد، زحمتِ مہرِ بُرشاں پر م میں ہوں وہ قطرہِ شبنم کہ، وہ خارہ بیا بیاں پر
نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے بیا بھی خانہ آلاتی م سفیدی دیدہ لیعقوب کی بھقی ہے زندگی پر
فنا تعیین درسی بے خودی ہوں اُس زمانے سے م کہ مجنوں "لام الف" الحمد لله عادیوار دلمباں پر

فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مردم سے م بہم کر صلح کرتے پارہ ہائے دلِ نکداں پر
نهیں، اقليم الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا م کر پشتِ جسم سے جس کے، ہجھوے ہر عنوان پر
مجھے اب دیکھ کر ابرِ شفق آکوو، یاد آیا! م کہ فرقت میں تری، آتش بُرحتیِ گلستان پر
الی یک قیامت خاور آنکو ٹے بُرشاں پر دلِ خوبیں جگرے صبر و فیضِ عشقِ مستمنی!
بجز پروازِ شوقِ ناز کی باتی رہا ہو گا! م قیامتِ اک ہو اے تند، ہے خاکِ بہبیلاں پر
زلطانِ راجح سے، غالبِ کیا ہوا، اگر مُنشدت کی م ہمارا بھی تو، آخر، زورِ چلتا ہے رگہِ بیان پر

کب فقیرِ وہ کو رسائیِ بُستے خوار کے پاس
مندِ گینیں، کھولتے ہی کھولتے، انہیں ہے ہے م خوب وقت آئے تم اس عاشقی بیار کے پاس
ڈشداں اک تیز سا ہو تامرے غم خوار کے پاس
میں بھی رک رک کے نظر، جوزبان کے بدے م دلِ شیرپی جا بیٹھیے، لیکن، اے دل
وہنِ شیرپی جا بیٹھیے، نہیں، اے دل م نہ کھڑے ہو جیسے خوبیں دل آزار کے پاس
خود بخود پہنچے ہے گل، گوشتِ دستار کے پاس
دیکھ کر تجھ کو، چن بسکہ مُوکتا ہے م دام خالی، نفسِ مرغِ گرفتار کے پاس
مزده، اے ذوقِ ایسی! اک نظر آتا ہے! م جگرِ شنہ آزار، شلنی نہ ہوا! م جوے خوں ہم نے ہمایی بھی ہر خدار کے پاس
مر گیا، پھوڑ کے سر، غالبِ حشی، ہے ہے م بیٹھنا اُس کا وہ، آکر تری دیوار کے پاس



۶۱۸۲۱

رہتے ہیں افسروگی سے سخت بیدارانہ، ہم
شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتشِ خانہ، ہم
حضرتِ عرضِ تباہ یاں سے سمجھا جا ہے
دوچارِ حشر زبانِ نشک میں، جوں شاہزادہ ہم
کشتیِ عالم پر طوفانِ تناغل دے کر ہیں
عالمِ آبِ گھمازِ جوہرِ افسانہ، ہم
وہشت بے ربطیِ چیز و حسینِ ہستی نہ پوچھ
تنگِ بالیدن میں، جوں موئے سردویز، ہم

۲۳۳

۶۱۸۲۱

پاؤں میں جب وہ جناباندھتے ہیں
میرے ہاتھوں کو یہا باندھتے ہیں
حسنِ افسروہ دلی ہا رنجیں
شوک کو پاہتہ باندھتے ہیں
تیرے بیمار پہنیں فسیر یادی
وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں
قید میں بھی ہے، اسیری، آزاد
چشمِ زخمیں کو وا باندھتے ہیں
آپِ مسجد میں گلھا باندھتے ہیں
رشْ جی، کجھے کاجانا معلوم
کس کا دل زلف سے بھاگا، کلاں
دستِ شانہ پر قضا باندھتے ہیں

طاوسِ نمط، داعن کے گر نگ نکالوں
کو تیزی رفتار، کہ صحراء سے زمیں کو
یک فردِ نسب نامہ پیر نگ نکالوں
جوں قمریِ بسمِ تپش آہنگ نکالوں

۲۳۷

دامانِ شفقت، طرفِ تقدیبِ مہر نو ہے
کیفیتِ دیگر ہے، اقتدارِ دلِ خونیں!
یک غصہ سے صدُّ خمْ تھے گلزار نکالوں
چیاز و سعث کوئے شوق ہوں، اے رستک
محفل سے مگر شمع کو دل تگ نکالوں
گرہ ہو، بلڈ شوق مریخاں کو وحشت
صرحا کو بھی گھر سے کھافر نگ نکالوں
کس پر دستیں فرید کی آہنگ نکالوں

بعدِ لفظ و معنی، فکرتِ احرام گریساں ہیں
عودجِ نشہ، و امانگی پیازہِ محصل تر
بہ وحشتِ گاہِ اسکاں اتفاقِ چشمِ مشکل ہے
نہ انسانِ معنیِ مصنفوں، نہ املا صورتِ موزوں
طلسمِ آفرینش، حقیقہ یک بزمِ ماتم ہے
یکس بے مہر کی تمثیل کا ہے جلوہِ سیما بی
مگر آتشِ ہمارا کوکبِ اقبال چکاوے
اسدہ، بزمِ تماثیں تغافل پر دہ داری ہے
و گرنہ کیجیے جو دڑہ عرباں، ہم نمایاں ہیں
بر نگ راشہ نہاں، آبلے، جادے میں بہاں ہیں
مہ و خر نشید باہم سازی یک خواب پر شیاں ہیں
غایت نامہ ہائے الٰ دنیا، ہر زہِ حنواں ہیں
زمانے کے، شبِ بیلا سے، موئے سر پر شیاں ہیں
ک مثلِ ذرہ ہلے خاک، آئینے پر افشاں ہیں
و گرنہ، مثلِ خاکِ شک، مردوںِ گھکتاں ہیں
اگر ڈھانپے، تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویریں ہیں

کیا ضعف میں اُمتیڈ کو دل تگ نکالوں
لے کوچھ رسوائی و زجنی پر پریشان
یک نشوونما جاہنیں جو لان ہوس کو
گر جلوہ خسرو شید خیریدار وفا ہو
افسردہ تمکیں ہے، نفس گرمی احباب
ضعف، آئینہ پر دانی دست دکران ہے
ہے غیرتِ الفت کہ، اسد، اُس کی ادا پر

میں خار ہوں، آتش میں چھوپوں، زنگ نکالوں
کس پر دے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟
ہر چند بقدر دل تگ نکالوں
جو زندہ، صد آئینہ بے زنگ نکالوں
بھر شیشے سے عطر شر و سنگ نکالوں
لقویں کے پر دے میں مگر زنگ نکالوں
گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں

رنگ طرب ہے صورتِ عہدوں فاگرو
پروازِ نقدِ دامِ تمناے جلوہ تھا
عمر منِ بساطِ انجمنِ رنگِ مفت ہے
ہر ذرہ خاکِ عرضِ تمناے رفتگار
ہے تاک میں سکم ہوں صدقہِ شراب
برقِ آبیں اِ فرستِ رنگِ دمیدہ ہوں
طاقتِ بساطِ ستگہِ یک قدم نہیں
ہے وختِ جنونِ بہسار اس قدر کہ ہے
بیتابِ سیرِ دل ہے، سر ناخنِ نگار
ہوں سختِ بجانِ کادِ شرفِ سخن، اسد

تھا کس قدر سستہ کہ ہے جب بھاگرو
طاوس نے اک آئندۂ خاتمِ رکھا گرو
موحِ بہسارِ رکھنی ہے اک بوریا گرو
آئینہ پاش کستہ، و تمباںِ اگرو
تبییجِ زاہدان، بکفتِ مدعاً رلو
بیوں خلیشمع، ریشے میں نشوونما گرو
بیوں اٹک، جب تک نرکھوں دستِ پا گرو
بال پری، بشوفی موحِ صب اگرو
یاں نفل ہے باقشِ رنگِ حن گرو
تیشے کی، کوہ سار میں ہے، یک مدارو

شکر و شکر کو شرب نہیں و اسید کا سمجھ
ریگِ روان و ہر پیش درسِ علمی شجاع
و حشت در دلکشی بے اتر اس قدر نہیں
شوقي غمالِ گسل اگر درسِ جنوب ہوں کرے
گاہِ خلدِ امیدوار، گہ بچھم نہیں ناک
اے پرسرابِ حسن حقِ تشنہِ سعیِ اتحاد
شوچیِ حسن و عشق ہے آئندہ دارِ سیدِ گر
لغت بے دلال، اسد، سازِ فنا ہیں

خائزِ اگھی خرابِ ادل نہ سمجھ، بلا سمجھ
آئندہ توڑ، اے خیال، جلوے کو خواہ بھائی سمجھ
رشتہ عمرِ خصص کو ناز، نارسا سمجھ
جادہ سیرِ دوچال، یک منظرِ خواب پا سمجھ
گرچہ خدا کی یاد ہے، لکفت ماسوا سمجھ
شوچ کو منغل نہ کر، ناز کو انتبا سمجھ
خوار کو بے نیامِ جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ
بلیلِ دردِ خفته ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ

لکفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مددِ عالم سمجھ
جلوہ نہیں بے در درسر، آئندہ صندلی دکر
چرت اگر خرام ہے، کارِ بچھ تسام ہے
ہے خطِ عجزِ ما تو، اوپی درسِ آرزو
شیشہِ تخلست اعتمادِ رنگِ حجرِ دشِ مسکوار
لغہ ہے، مجوہ سازِ رہ، نشہ ہے، بے نیازِ رہ
چربی پہلوے خیال، رزقِ دو عالمِ احتمال
نے سرو برجِ آرزو، رہ و رسمِ حفظِ جو
لغہِ شی پا کو ہے بلد، لغہ "یا عسلیِ مدد"

شوچ کرے جو سرِ حکماں، محفلِ خواب پا سمجھ
حکس کجا، و کون نظر، نقش کو مددِ عالم سمجھ
گر کفِ دستِ رام ہے، آئندہ کو ہوا سمجھ
ہے یہ سیاقِ لفستگو، پکھنہ سمجھ، فنا سمجھ
گرنہ ملیں یہ کو ہسار، آپ کو تو صدا سمجھ
رندِ تسامِ نازرہ، خلق کو پارسا سمجھ
کل ہے جو وعدہِ وصال، آج بھی، رے خدا، سمجھ
اے دلِ وجہِ حق، تو ہم کو بھی آشنا سمجھ
ٹوٹے بھر آئندہ، اسد، سمجھ کو خواہ بھائی سمجھ

۶۱۸۲۱

وخت کہاں کہ لے خودی انشا کرے کوئی؟
جو کچھ ہے، محو شوفی ابروے یار ہے
عرض سر شک پر ہے افضلے نازہ تنگ
خوانا نہیں ہے خط رحم اضطرار کا
تمثال جلوہ عرض کرے، حسن، کب تنگ
وہ شوخ اپنے حسن پر مغور ہے، اسد

ہستی کو لفظ معنی غنتا کرے کوئی?
انجھوں کو رکھ کے طاق پر دیکھا کرے کوئی?
صر اکھاں کر دعوت دریا کرے کوئی?
ندبیر پیش نامہ لفڑ کیا کرے کوئی?
آینہ خیال کو دیکھا کرے کوئی?
دکھلا کے اس کو آئندہ ٹوڑا کرے کوئی?

۶۱۸۲۱

ز بخیر یاد پڑتی ہے، جاوے کو دیکھ کر

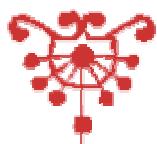
اس پشم سے ہنوز تنگ یادگار ہے

۶۱۸۲۱

ربط تیز اعیاں، دردِ نئے صدا ہے
موئے دماغ وخت اسر رشتہ قتاب ہے
سودائی خیال ہے، طوفانِ رنگ و بو
بھونچاں میں گمراحتا یہ آئندہ طاق سے
حیراں ہوں شوخفی رگ یا قوت دیکھ کر

اعلیٰ کو سرمه جسم، آواز آشنا، ہے
شیرازہ دو عالم، یک آونارسا، ہے

یاں ہے کہ دارع لالہ، دملغ بہار ہے
جرت، شیدِ جنسیش ابروے یار ہے
یاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش بردار ہے



۶۱۸۲۱

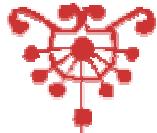
ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت دھیل کی
پہ جو آجی پہنچن، ہر سوچ رو دی نیل کی
آج تنخواہِ شکستن ہے گلہ جبریل کی
وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے تسم ابیل کی
کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں بیٹھانی نیل کی
کیا سزا ہے میرے جرم آرزو تاویل کی؟

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرائیل کی
لکھیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفیدی
عرش پر تیرے قدم سے ہے، دماغِ گرد رہ
مدد عادر پر زدہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ
خیر خواہ دید ہوں، انہ بہر دفعہ خشم زخم
نالہ کھینچا ہے، سر پا داغِ جرأت ہوں، استد

۶۱۸۲۱

ہمیں حاصل نہیں ہے حاصلی سے
بیساں خوش ہوں تیری عاملی سے
ر ہے ہم داغ، اپنی کامی سے
پھرے ہم در پر در ناقابلی سے
خبر لیتے ہیں لیکن بیدلی سے

کیا ہے ترکِ دنیا کا ہلی سے
خُراجِ دیہر ویراں، یک کفت خاک
پر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں
حند، یعنی پدر سے مہرباں تر
استد نتر بانِ لطف جو پر بیدل



موچ بہار، یکسر ز خیر نقش پا، ہے
آس ایش و فاہا، بیت اپنی بخفا ہے
میں بھی ہوں شیع کشہ، گرداغ خوں بہا ہے
یک درد و صدد دا ہے یک دست و صدد حما ہے
تاکوچہ دادونِ موچ ٹھیاڑہ آشنا ہے
جب نال خوں ہو، غافل تائیر کیا بلا ہے
حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خلا ہے

دیوانِ جی ہے، تجھ کو درسِ خسرا مر دینا
پہلانے سے ہو، شاید، لٹکیں شعلہ، لشمع
اے اضطرابِ سرکش، یک بجھہ وار تیکیں
لے حسرتِ تلقی، نزدِ ذوقِ بے قراری
دریاے نے ہے معاشقی، لیکن خمار باقی
وحشتِ نیکشی قاتل، حیرتِ نفسی ہے بسیں
بت خانے میں اسد بھی بندہ تھا گاہِ گاہ ہے

۶۱۸۲۱

و سوت گرِ تنا، یک بام و صد ہوا ہے
مینا شکستہ گاہ کو کھسار خوں بہا ہے
دوڑ چڑاغ، گو، یا، زخمیں بے چدا ہے
صراعتِ نالِ نے، سکتہ ہزار جسا ہے
اسِ موچ مئے کو، غافل، پمایہ نقش پا ہے
چشم تھیر آغوش، مجنوہ، یہ ادا ہے
طوفانِ نالِ دل، تا موچ بوریا ہے
دل دے، تو تم تبادی، مہنگی میں تیری کیا ہے
یعنی، سخون کو کاغذِ احرامِ مددعا ہے

گریاسِ سر ز کھنے، تنگی عجبِ نسا ہے
برہم زنِ دو عالم، تکلیف، یک صدا، ہے
فٹکرِ سخن، یک راثِ زندانیِ خموشی
مزروںِ دو عالم، قربانِ ساز یک درد
درسِ خرام تا کے، فھیا زہ روانی؟
گردش میں لا، تجھی، صد ساعرِ تسلی!
یک بگ بیوائی، صدد دعوتِ شپشاں
اے پنچہرِ تنا، یعنی کفِ سمجھ روس
ہر نالِ اسد ہے مضمونِ دادِ حوا، ہی

آئندہ خاصہ، مری تسلیم کو از بخیر ہے
ہر زیبایاں، یک پیباں حسرتِ تعمیر ہے
لغزشِ رفتارِ خامسہ، مستیِ خود ہے

ذوقِ خود داری، خراب و حشتِ تسری ہے
ذرہ دے بخوبی کس کس دلاغ کو پردازِ عرض؟
میکشِ منہوں کو حسنِ رب طلاق خط کیا چاہیے؟

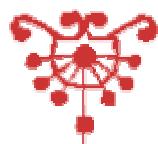
جب ہو سے ہم بے گناہ، رحمت کی کیا تعمیر ہے؟
شوخی ایمانِ زاہد، سُستیِ تدبیر ہے
مدد، نے سرتانِ ناخن پا، رزقِ یکشیکر ہے
اشک پیدا کر، اسد، گراہ بے تاثیر ہے

خاتماں جبریانِ عافل از معنیِ خواب!
چاہے گر جنت، جز آدم وارث آدم نہیں
شبِ دراز و آتشِ دل تیزِ لیقی، هشی شمع!
اکب ہو جاتے ہیں، نلگہ ہوتے بالا سے، مرد

بعداز ۱۸۲۱

پھر اک روز مزاہے چھنڑت سلامت م
لکھے ہے، "خداؤنہ نعمت سلامت!"
مبارک! مبارک! سلامت! سلامت!
تماشا یے نیزگ صورت سلامت!
دو عالم کی ہستی پر خطہ فتن کھینچ
نہیں گرے برگ اور اک معنی م
دل و دست اربابِ ہمت سلامت!
جسکر خانی بوش حسرت سلامت!
سخّتہ و شور و حشت سلامت!
سلامت ملامت، ملامت سلامت!
نخود فستگی ہائے حسیرت سلامت!
یہ کیا بے نیاز یا ہے، حضرت سلامت!

رہا گر کوئی تامیامت سلامت م
بجگر کو مرے، عشقِ خونا بہ مشرب م
علی ارٹ غم دشمن شہید وفا ہوں م
نہیں گرسرو برگ اور اک معنی م
دو عالم کی ہستی پر خطہ فتن کھینچ
نہیں گرے کام دل خستہ مگر دوں
نہ اوروں کی ستتا، نہ کہتا ہوں اپنی
وفروفا ہے، بخوم بلا ہے
نہ فکر سلامت، نہ بیم ملامت
رہے غالب خستہ، مغلوب گردوں



بعد از ۱۸۲۶

اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں؟
نہیں کرنے کا، میں، تقریرِ ادب سے باہر
شکرِ سمجھو اسے، یا کوئی مشکایتِ سمجھو
اپنے دلِ ہی سے، میں، احوالِ گرفتاریِ دل
دل کے ہاتھوں سے، کہے دشمنِ جانی میرا

ہے حیا مانعِ انعام، کہوں یا نہ کہوں؟
میں بھی ہوں محروم اسرا، کہوں یا نہ کہوں؟
اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں؟
جب نپاؤں کوئی غنوار، کہوں یا نہ کہوں؟
ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں؟

مذکور درج نوب الہی خوش خال معروف دہلوی متوفی ۱۸۲۶ء کے ایک مؤثر میں ملتی ہے۔

۲۵۳

دیوانِ غالب (کامل)

میں تو دیوانہ ہوں، اور ایک جہاں پہنچاں	گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں؟
آپ سے وہ مر احوال نہ پوچھے، تو، استد	حسبِ حال اپنے پھر اشمار، کہوں یا نہ کہوں؟

بعد از ۱۸۵ غزلیات

یہ بھی، یا حضرت ایوب،
ذہن میں، خوبی تسلیم و رضا، ہے تو سہی
نہ ملے داد، مگر رونگزرا، ہے تو سہی
نہ سہی، لیک تھتاے دوا ہے تو سہی
نہ سہی، ہم سے، پر اُس بست میں وفا ہے تو سہی
کچھ نہ کچھ روز ازل تمہے لکھا ہے تو سہی
شہرہ تیری مشتیں قضا ہے تو سہی

آپ نے "مسیئی العزیز" کہا ہے تو سہی
رخ، طاقت سے سوا ہو، تو نہ پیٹول کیوں نجھی؟
ہے غیمت کہ با تهدید گزر جسے گی عمر
دوست گر کوئی نہیں ہے! جو کرے چاہے گری
غیر سے، دیکھیے، کیا خوب نہای اُس نے
نقش کرتا ہوں آسے نامہ اعمال میں، میں
کبھی آجائے گی؟ کیوں کرتے ہو جلدی اعمالیں؟

روزن کی طرح، دید کا آزار رہ گیا
آئندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا

شیری میں بھی کمی نہ ہوئی تاک جھانک کی
وہ مرغ ہے غزاں کی صعوبت سے بے بصر

بعد از ۱۸۵ غ

کر دلوں کو نہ بدلتے ہوئے کفن دیکھا

دوسرا گیاں یہ زملے کی اجیتے جیا میں سب

قبل از ۱۸۴ ف

مرے سر سے کافی بلا باندھتے ہیں

جو مستحقِ زلف دوتا باندھتے ہیں

قبل از ۱۸۶۱ء

گھر سے نکالنا ہے اگر، ہاں نکالیے
ناحق کی تھیں نہ، مری جاں، نکالیے
لیں بوس، یا مصیبت، بھاں بیاں کریں
اک منہ ہے، کون کون سے ارمائیں نکالیے

قبل از ۱۸۶۱ء غزلیات

اعضا شکنی ہو چکی، اب جاں شکنی ہے
حالت ترے عاشق کی یہ اب آن بخاہے

قبل از ۱۸۶۱ء

وصل میں ہجسر کا ڈر یاد آیا
غینِ جنت میں سفر یاد آیا؟

شعر

۱۸۶۲ء

ان دفعہ ریبوں سے نہ کیوں اس پر پار کئے
روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا

شعر

قبل از ۱۸۶۵ء

خوشی بخنسے کی کیا، مر نے کاغم کیا
ہماری زندگی کیا، اور ہم کیا

تم ہو بسیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی
ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اور سہی
تم خداوند ہی کہدا، خدا اور سہی
آپ کا شیوہ و اندازو ادا اور سہی
کعید ایک اور سہی، قبده منا اور سہی
خلد بھی با غہے اخیر آب و ہوا اور سہی
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضنا اور سہی

میں ہوں مشتاق جفا، مجھ پہ جنا اور سہی
غیر کی مرگ کا غم گس لیے، اے غیرت ماہ؟
تم ہوبت، پھر مقصیں پنداز خدا کیوں ہے؟
حسن میں خود سے بڑھ کر نہیں ہونے کے بھی
تیرے کوچ کاہے مائل، دلِ مفضل میرا
کوئی دنیا میں مسکر با غہے نہیں ہے، وا عظاء
کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملائیں یارب؟

غزلیات

جان جائے، تو بلا سے پکیں دل آئے
دوسٹ جو ساختہ مرے تالبِ ساحل آئے
ساختہ جھاج کے اکثر کئی منزل آئے
لو، وہ برہم زن نہ کامسِ محفل آئے
دل کے محکم بھی کئی، خون کے شامل آئے
عکس تیڑا ہی، مسکر، تیرے مقابل آئے
زیست اُن کی ہے جو اُس کچے سے گھاٹ آئے
وہ جو نازک ہے کمر اُس پہبت دل آئے
آج ہم حضرتِ نواب سے بجا مل آئے

لطفِ نقارہ قتائل، دمِ بحل آئے
اُن کو کیا علم کر کشتنی پر مری کیا گزری؟
وہ نہیں رحم کر چلے جائیں حرم کو، اے شیخ
آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پیکار اٹھتے ہیں
دیدہ نوبنار ہے مدت سے؛ ول آج ہنریم
سامنا ہو روپیری نہ کیا ہے، نہ کریں
موتِ بس اُن کی ہے جو مرکے وہیں دفن ہو
بن گیا سمجھ وہ زنار، خدا خیر کرے!
اب ہے دل کی طرف کوچ ہمارا فنا اب

مجھ کو وہ دو کر جسے کھا کے نہ پانی ناگوں
زہر کچھ اور سہی، آب بھا اور سہی
مجھ سے، غالب، یہ علاقی نے غزلِ بھولائی
ایک سیداد گر رف فزا اور سہی

غزلیات

۱۸۴۴

در پر امیرِ کلب علی خاں کے ہوں قیم ق شایستہ گدائی ہر در نہیں ہوں میں
بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں، است خیراتِ خوارِ عرض ہوں، تو کرنیں ہوں میں

۱۸۴۴

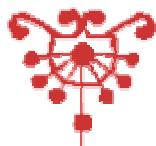
مسجد کے زیرِ سای، اک گھرِ ہنایا ہے
یہ بندہ کیسٹہ ہسا یہ خدا ہے

۱۸۴۷

ہندوستان کی بھی عجب سر زمین ہے
جیسا کہ آفتاں بکھتا ہے شرق سے
اغلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے نہور
پھیلا ہے سب جہاں میں یہ میوہ دُور دُور

۱۸۴۷

مکن نہیں کر بھول کے بھی آر میدا ہوں
میں، دشتِ غم میں، آہوے صیاد دیدا ہوں



گرناز کشیدہ، اگر اشک پچیہ ہوں
 ہوں در دمند، حسپر ہو یا اختیار ہو
 از بک تینی غم، بحران چشیدہ ہوں
 جاں لب پ آئی، تو بھی نشیری ہوادہن
 میں معرضِ مثال میں، دستِ بریدہ ہوں
 نے سمجھ سے علاقہ، نہ ساعتے واسطہ
 نے دادِ فقادہ ہوں نے دامِ چیہ ہوں
 ہوں خاکسار، پرنے کسی سے ہے مجھ کو لاغ
 میں یوسفِ بقیتِ اول (۴) خریدہ ہوں
 جو پھایے انہیں وہ، مری قدر و منزلت
 ہوں میں کلامِ نفرز، ولے ناشنیدہ ہوں
 ہر گز کسی کے دل میں نہیں ہے، مری بگ
 پر عالمیوں کے زر میں ایں بر گزیدہ ہوں
 اہلِ دروغ کے حلقوں میں، ہر چند، ہوں ذلیل
 پانی سے سگ گزیدہ ڈرسے جس طرح، اسے
 ڈرتا ہوں آئئے سے کہ مردم گزیدہ ہوں

شعر

بعد از ۳ اجولائی ۱۸۶۷ء

دِم واپسیں بر سر را ہے عزیز و اب اللہ ای اللہ ہے